THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, September 04, 2012

(85th Session)

Volume IIX, No.02

(Nos.-2)

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Quran………………….………… 1
2. Questions And Answers……………….………………….
3. Leave of Absence…………………..…….…………….
4. Motion: Prices of Petroleum Products…………………
5. Winding up Speech by Advisor on Petroleum………..

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume -IIX No.02

SP. III (02)/2012 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, September 04, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty three minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى

مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ﴿٦﴾ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَ

لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ

الْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ﴿٧﴾ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً ۭ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٨﴾

ترجمہ: اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی سی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کیا کرو کہ کہیں کسی قوم پر بے خبری سے نہ جا پڑو پھر اپنے کئے پر پشیمان ہونے لگو۔ اور جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول موجود ہے اگر وہ بہت سی باتوں میں تمہارا کہا مانے تو تم پر مشکل پڑ جائے لیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں اچھا کر دکھایا ہے اور تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی نفرت ڈال دی ہے یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ کے فضل اور احسان سے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

We may now take up Questions. Question No.20 Mr. Muhammad Talha Mehmood. Not present. Next question Mr. Muhammad Talha Mehmood. Not present. Next question Mrs. Kalsoom Perveen. Not present. Next question Mrs. Kalsoom Perveen and she is not present. Next question Mr. Karim Ahmad Khwaja.

سینیٹر کریم احمد خواجہ: سوال نمبر ا۔

Mr. Chairman: Any supplementary Please.

Senator Karim Ahmad Khwaja. No supplementary sir.

آگے جاری------------T02

T02–04Sep2012 ER5/Rafaqat/Ed:Javaid 10:40 am

Mr. Chairman: Next question, Karim Ahmed Khwaja sahib.

Question No.1

Mr. Chairman: Any Supplementary?

Senator Karim Ahmed Khawaja: No supplementary.

Mr. Chairman: Next question, Karim Ahmed Khwaja sahib.

Question No.2

Mr. Chairman: Any Supplementary?

Senator Karim Ahmed Khawaja: No supplementary.

Mr. Chairman: Next question, Karim Ahmed Khwaja sahib.

Question No.3

Mr. Chairman: Any Supplementary?

سینیٹر کریم احمد خواجہ: چیئرمین صاحب! جواب میں انہوں نے mention کیا ہے کہ age of the aircraft بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ انہوں نے 2020 تک ایک plan کا ذکر بھی کیا ہے۔ ایسے ایسے aircrafts ہیں جن کے 27 اور 28 سال ہو چکے ہیں۔ اس حوالے سے میں کہنا چاہوں گا کہ چونکہ safety of the passengers of Pakistan بہت کم ہے، تو replacement کا کام جلدی ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: وزیر دفاع صاحب۔

سردار سلیم حیدر خان (وزیرِ مملکت برائے دفاع): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ 2020 تک business plan دیا گیا ہے اور اگر کوئی نئے طیارے آپ نے خریدنے ہوں تو اس کے لیے international level پر ایک process ہے اور اس process کے تحت ہی ہمیں جانا پڑتا ہے۔ 2015 میں ہمیں پہلا 777 مل جائے گا۔ جن طیاروں کے بارے میں انہوں نے کہا کہ ان کی age زیادہ ہے، تو میں کہوں گا کہ ان میں مکمل safety and security کو check کیا گیا ہے، وہ طیارے مکمل طور پر اڑنے کے قابل ہیں اور کسی طرح کا کوئی problem ان میں موجود نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Next supplementary, Tahir Hussain Mashhadi sahib.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much sir. I would like to state that the honourable Minister for Defence has given a figure that the average age of our aircrafts is 23 years including the latest and the oldest. So, these are one of the oldest flying aircrafts of any international airline. Whereas, PIA was the pioneer and it established Emirates, Qatar Air etc. who are flourishing.

یہاں aircraft replacement plan کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک تو business plan ہی حکومت نے منظور نہیں کیا۔ Time after time, they keep
even coming on پارلیمانی کمیٹیاں ان کو approve کرتی ہیں، ان کو encourage کرتی ہیں، پھر حکومت کوئی نہ کوئی روڑا اٹکا دیتی ہے اور پی آئی اے کو یا
پاکستانی public کو نئے جہاز نہیں ملتے۔ جب تک نئے جہاز پی آئی اے کو نہیں ملیں گے، تب تک دنیا میں ایسا کوئی طریقہ نہیں ہے کہ پی آئی اے ایک اچھی اور profit
earning organization بن سکے۔ ہمارے جہاز fuel gushers ہیں۔ وہ بہت زیادہ fuel استعمال کرتے ہیں کیونکہ وہ پرانے ہیں، ان کی ٹیکنالوجی پرانی ہو گئی
ہے جبکہ اب latest technology آ گئی ہے۔ To cut it short, I would like to ask the honourable Minister as to exactly what financial assistance are your providing to PIA. What other assistance you are providing to PIA. PIA flies the Pakistan flag.
دنیا میں کہیں بھی وہ land کرتا ہے تو پاکستان کا جھنڈا land کرتا ہے۔ وہ پاکستان کی عزت ہے، پاکستان کا وقار
ہے، اس کے لیے آپ کیا کر رہے ہیں کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے اور profitable organization بن جائے۔ Specifically, what assistance are you offering to PIA to purchase new aircrafts. Ten aircrafts have been ordered. Have you given any money to PIA. Are you planning to boost up the PIA finances or to take them out of financial crisis or are we going to continue hearing about this and we keep on flying?
شکر کرو کہ صرف تلاوتِ کلام اور سفر کی دعاؤں کی وجہ سے ہم لوگ safe travel کر رہے ہیں۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہے۔

جناب چیئرمین: وزیرِ دفاع صاحب۔

سردار سلیم حیدر خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ بالکل جیسے کرنل صاحب نے کہا، میں ان سے agree کرتا ہوں کہ پی آئی اے پاکستان کی main airline ہے۔ اس میں بھی کوئی شک شبہ نہیں ہے کہ وہ ہماری پہچان ہے اور ہم نے اسے بہتری کی طرف لے کر جانا ہے۔ اس کے لیے ہم پوری طرح کوشش کر رہے ہیں اور 2020 تک ایک business plan بھی دیا گیا ہے۔ اس چیز کے ساتھ بھی میں agree کرتا ہوں، کرنل صاحب نے بالکل ٹھیک کہا کہ ہمارے پرانے جہاز زیادہ fuel استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے پی آئی اے کے بجٹ میں زیادہ خرچ تیل کی مد میں آ رہا ہے۔ اس چیز کو آپ جس side پر بھی لے کر جائیں کہ پاکستان میں اگر آپ کو ایک روپیہ بھی لینا ہو تو بہت ساری چیزوں کو دیکھنا پڑتا ہے، آپ میڈیا کے حوالے سے دیکھیں یا کسی اور جگہ تو زیادہ تر اس چیز کو negative side پر لیا جاتا ہے کہ شاید اس میں کچھ کرپشن کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے یا کوئی دوسرا راستہ نکالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اب اس میں جو procedure ہے، وہ تو ہمیں adopt کرنا پڑتا ہے، وہ ہماری مجبوری ہے اور اسی کے تحت ہم چل رہے ہیں۔ حکومت مکمل support کرنا چاہ رہی ہے اور ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ، ہم بہتری کی طرف جائیں گے اور اس پی آئی اے کو بہتری کی طرف لے کر جائیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ رفیق رجوانہ صاحب۔

Senator Malik Muhammad Rafique Rajwana: Thank you very much Mr. Chairman. Sir, I would draw your kind attention to the reply of Question No.3 at page 20. It is clause (b). According to my humble view, it is itself contradictory, the first two lines say:

> "All essential and mandatory equipments are installed on PIA fleet for operation on existing network."

If we have a stop over here, it shows that all necessary requirements are being fulfilled. The other line says:

> "However, B747s are not equipped with sophisticated Navigation System, therefore, they are unable to comply with the arrival/departure procedures at Dubai and European destinations."

I would raise a question and ask the honourable Minister for Defence that if this navigation system is not available with this B747, why two particular airports have been mentioned? Whether these are able to operate in Pakistan without this navigational system?

Mr. Chairman: Minister for Defence.

سردار سلیم حیدر خان: بالکل جناب! دبئی اور یورپ میں ان جہازوں کو روکا گیا ہے کیونکہ یہ پرانے جہاز ہیں۔ باقی کسی ایئرپورٹ پر انہیں کوئی problem نہیں ہے۔ وہ domestic اور international دونوں جگہ پرواز کر رہے ہیں، کسی جگہ کوئی problem نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: حمزہ صاحب! ویسے تو تین ضمنی سوالات ہو گئے ہیں بہر حال we can go for an exception as this is very important thing. جی حمزہ صاحب۔

سینیٹر حمزہ: کیا جنابِ وزیرِ دفاع میرے اس سوال کا جواب دیں گے کہ پی آئی اے کی جو آمد و رفت میں وقت کی پابندی ہے، وہ بہت بری طرح متاثر ہوئی ہے، جس کے باعث پی آئی اے نیک نامی کی بجائے بدنامی کی طرف جا رہا ہے، اس کے لیے آپ نے کیا اقدامات کیے ہیں؟

جناب چیئرمین: وزیرِ دفاع صاحب۔

سردار سلیم حیدر خان: جناب! اس کے لیے بہت سارے اقدامات کیے گئے ہیں۔ جس طرح ابھی نئے چیئرمین کو لایا گیا ہے، اس میں ہم نے بہت ساری اصلاحات اور بہتری کی کوششیں کی ہیں۔ بہت سارے وہ لوگ جو surplus تھے اور شاید پی آئی اے پر بوجھ تھے، ان کو ہٹایا گیا ہے۔ ڈائریکٹرز جن کی تعداد 13 تھی، کم کر کے ان کی تعداد 7 کر دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ discipline قائم کیا گیا ہے۔ چاہے یونین ہے یا کوئی بھی ہے، کوئی افسر، labour یا کوئی اور جس کی ذمہ داری ہے، اگر وہ اپنی ذمہ داری پوری طرح ادا نہیں کر رہا تو accountability رکھی گئی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ بہتری نظر آئے گی۔ پچھلے کچھ time سے وہ جو گلہ ہے آپ کا کہ ہر flight late ہے، میرے خیال میں اس میں بہتری آنا شروع ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین: نزہت صادق صاحبہ۔

سینیٹر نزہت صادق: شکریہ جناب چیئرمین۔ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میرا سوال اسی سے related ہے، اکثر ہم سنتے ہیں کہ جہاز سے پرندہ ٹکرا گیا، جہاز کو نقصان پہنچا اور لوگوں کی سلامتی کو بھی خطرہ پہنچتا ہے۔

(جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔T03)

T3–4th September 2012 ER/4/Bhatti/ED: Zafar Iqbal 10:50 a.m.

سینیٹر نزہت صادق: شکریہ، جناب چیئرمین! ہم اکثر سنتے ہیں کہ جہاز سے پرندہ ٹکرا گیا اس سے جہاز کو نقصان پہنچتا ہے اور لوگوں کی سلامتی کو بھی خطرہ ہو جاتا ہے۔ آبادی چونکہ بہت بڑھ گئی ہے تو ائیرپورٹ کے نزدیک علاقوں کے لوگوں میں awareness پھیلانے کے لیے آپ کے پاس کوئی لائحہ عمل ہے تاکہ لوگ گندگی باہر نہ پھینکیں؟ آپ کیا plan کر رہے ہیں کہ ان لوگوں کو educate کیا جائے تاکہ اس طرح کے واقعات سے بچا جا سکے۔ اس بارے میں آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: وزیر برائے دفاع۔

سردار سلیم حیدر خان (وزیر مملکت برائے دفاع): جناب چیئرمین! پوری دنیا میں پرندے جہازوں کے سامنے آ جاتے ہیں، پاکستان میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہمارے حالات ایسے ہیں، ہماری فضا ایسی ہے شاید یہ چیز یہاں زیادہ ہے تو اس پر پوری قوم کے لیے سوچنے کی بات ہے کہ وہ گند باہر نہ پھینکیں، وزارتِ دفاع کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بحیثیت قوم جب ہمیں یہ شعور آ جائے گا تو ساری چیزیں بہتری کی طرف چلی جائیں گی۔

جناب چیئر مین: آخری سوال، جناب فرحت اللہ بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئر مین! میرا وزیر صاحب سے ضمنی سوال ہے with reference to (c) of this reply that fleet replacement plan has been prepared and approved by the PIAC Board of Directors. Is the PIAC Board of Directors the final authority to approve the business plan or it has to go to the Cabinet also and if it has to go to the Cabinet, has it been submitted to the Cabinet or not because in the absence of final approval the business plan means it is no business plan.

Mr. Chairman: Minster for Defence.

سردار سلیم حیدر خان: جناب چیئر مین! final authority وزیر اعظم صاحب ہیں، ان کے پاس بھیجا گیا ہے اور انہوں نے ہی اسے approve کرنا ہے۔

Mr. Chairman: Next Question No. 4 of Begum Najma Hameed Sahiba.

Q. No. 4

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: اس میں Shaheen Air International and Airblue کے بارے میں مختصر سا جواب دیا گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت مختصر جوابات دے رہے ہیں۔ یہ PIA کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ اسے بہت زیادہ improve کر رہے ہیں، آج میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ حج پروازوں میں 765 million کا نقصان ہوا ہے۔ یہ تو نقصان ہی ہو رہا ہے۔ آپ جب ایک پائلٹ کو Managing Director بنائیں گے، جب جہاز اڑانے والے incharge بن جائیں گے تو پھر جہازوں کا یہی حال ہو گا۔ اگر آپ ترکھان کی جگہ لوہار کو بٹھا دیں اور لوہار کی جگہ ترکھان کو تو یہی ہو گا اور ان کی جتنی بھی appointments ہوتی ہیں، وہ ساری سفارشوں پر ہوتی ہیں، انہوں نے کبھی merit پر appointments نہیں کیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر وزیر صاحب خود ہوتے تو زیادہ بہتر تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ PIA improve کر رہی ہے، کہاں improve کر رہی ہے؟

جناب چیئر مین: بیگم صاحبہ! یہ بھی تو وزیر ہیں۔ آپ کا سوال private airlines کے متعلق ہے۔ اگر آپ PIA کے متعلق پوچھ رہی ہیں تو وزیر صاحب جواب دے دیتے ہیں۔ جی وزیر صاحب۔

سردار سلیم حیدر خان: بیگم صاحبہ میری بزرگ ہیں اور بغیر کسی وجہ کے ناراض ہو رہی ہیں۔ انہوں نے خود پوچھا تھا کہ private airlines کے متعلق بتائیں تو ہم نے private airlines کے متعلق ہی بتانا تھا۔ اگر PIA کا پوچھتیں تو ہم PIA کا بتا دیتے۔ اس لیے جو انہوں نے پوچھا ہے وہ ہم نے بتا دیا ہے۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ رفیق رجوانہ صاحب۔

Senator Malik Muhammad Rafique Rajwana: Sir, my supplementary question is that a day before there was a news in the newspaper that a private airline is very soon going to operate. I would like to ask the Minister for Defence whether that news is correct or whether no other airline's recognition or approval is in the process?

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سردار سلیم حیدر خان: جناب چیئرمین! فی الحال ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: مدثر سحر کامران صاحبہ۔

سینیٹر سحر کامران: جناب چیئرمین! میری درخواست ہے کہ مجھے سحر کامران کے نام سے پکارا جائے۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو private airlines ہیں کیا یہ Hajj operation میں بھی حصہ لیں گی؟ اگر وہ Hajj operation میں participate کر رہی ہیں تو کیا ان کے جہازوں کی capacity and required facilities اس طرح کی ہیں کہ انہیں Hajj operation میں استعمال کیا جا سکے گا؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سردار سلیم حیدر خان: جی بالکل یہ دونوں private airlines ہیں، پہلے صرف Shaheen Air International operate کر رہی تھی اب Airblue بھی Hajj operation میں حصہ لے گی۔ ان کے پاس پوری facilities موجود ہیں اور خود میں نے اس پر ایک special meeting کی ہے، شاید یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے جس میں وزارت حج اور وزارت دفاع نے تمام stakeholders کو بلا کر اس کی مکمل چھان بین کی ہے اور سعودی عرب میں visit کر کے اسے check کیا جائے گا کہ کم از کم وزارت دفاع کے حوالے سے جو airlines ہیں ان سے کسی جگہ کوئی کوتاہی نہ ہو اور جس طرح کہا جاتا ہے کہ اکثر flights late ہوتی ہیں تو وزارت دفاع کی طرف سے یہ ensure کیا جائے گا کہ flights late نہ ہوں۔ دونوں private airlines کو Hajj operation میں حصہ لینے پر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: بیگم نجمہ حمید صاحبہ۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب چیئرمین! انہوں نے تو پوری چھان بین کر کے بھوجا ایئر لائنز بھی چلائی تھی جس کی پہلی فلائٹ ہی crash کر گئی۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ پوری چھان بین کر رہے ہیں لیکن یہ کیسی چھان بین ہے کہ اس طرح کے جہاز چلا رہے ہیں؟ PIA کا تو خیر بیڑہ غرق ہو گیا ہے لیکن باقی جو لا رہے ہیں کیا یہ خود ہی پسند کر رہے ہیں یا کوئی کمیٹی مقرر کی گئی ہے کہ جو جہاز چلائے جا رہے ہیں، ان کو professional لوگ check کر رہے ہیں یا نہیں؟

جناب چیئرمین: بیگم صاحبہ! آپ کو ضمنی سوال کے لیے دوسرا موقع دیا ہے۔ جی وزیر دفاع صاحب۔

سردار سلیم حیدر خان: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ اگر آپ نئی کار خرید کر موٹروے سے لاہور سے اسلام آباد کی طرف آئیں اور حادثہ ہو جائے تو یہ کسی کے بس میں نہیں ہے، حادثہ تو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس میں inquiry ہو رہی ہے جب بھوجا ائیر لائن کی final inquiry ہو گی تو وہ Civil Aviation کی website پر آ جائے گی اور سب لوگ اسے دیکھ سکیں گے۔

Mr. Chairman: Next Question No. 5 of Nuzhat Sadiq Sahiba.

Q. No. 5

Mr. Chairman: Any supplementary.

سینیٹر نزہت صادق: جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ GMU-30 engines کو ٹھیک کرانے کا فیصلہ کیا گیا تھا، 36 engines کو ٹھیک کیا گیا اور اس پر تقریباً ایک ارب ساٹھ کروڑ کے قریب خرچ آیا ہے۔ ان میں سے ایک سال کے دوران ایک کا accident ہو گیا ہے اور انیس خراب ہو گئے ہیں۔ اگر میں قومی اسمبلی کا reference دوں تو وزیر صاحب نے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ یہ ill-conceived idea تھا۔ اب اگر یہ ill-conceived idea تھا تو میں اس بارے میں قومی اسمبلی کے ایک اور سوال کا reference دینا چاہتی ہوں جس میں ان سے پوچھا گیا تھا کہ whether it is a fact that spare parts for repairing of the said locomotives are not available in the country. اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ 70% parts for the repair of these locomotives were required from original equipment manufacturer اور پھر انہوں نے بتایا کہ ایک ارب ساٹھ کروڑ روپے کا خرچ آیا ہے۔ میرا ان سے سوال ہے کہ یہ خرچ پھر کس چیز پر ہوا؟ اگر یہ ill-conceived and ill-planned تھا تو یہ اتنا روپیہ کس پر خرچ ہوا؟ اگر اس کی کوئی inquiry ہوئی تو اس کا کیا بنا؟

جناب چیئرمین: وزیر برائے ریلوے۔ جی قائد ایوان صاحب۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر (قائد ایوان): جناب چیئرمین! وزارت ریلوے کی جانب سے about the Minister for Railways intimation ہے، میں یہ پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

It is submitted that Haji Ghulam Ahmed Bilour, Federal Minister for Railways is not feeling well since last week. It is not possible for him to attend Senate Session on 04th September, 2012. Therefore, honourable Minister for Railways has directed to request your office for deferment of his questions. It is requested that questions pertaining to Railways may please be deferred till next rota day.

Mr. Chairman: All questions relating to Ministry of Railways are deferred for next rota day. Next Question No. 6 of Hafiz Hamadullah.

(continue ....T/4)

Mr. Chairman: Next question Hafiz Hamdullah Sahib.

Senator Hafiz Hamdullah: Question No.6.

Mr. Chairman:Answer taken as read, any supplementary?

سینیٹر حافظ حمد اللہ: میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور میں نے سوال یہ کیا تھا کہ 2008ء سے لے کر آج تک کتنے افسران اور اہلکاروں کو پی آئی اے میں بھرتی کیا گیا ہے؟ انہوں نے جو یہاں صوبہ وار تفصیل دی ہے اس میں اگر آپ دیکھیں، اکثر و بیشتر المیہ بھی یہی ہوتا ہے کہ ہم صوبوں کے درمیان مساوات اور انصاف کا سلوک نہیں کرتے جس سے ان میں احساس محرومی بڑھ جاتا ہے۔ یہاں خیبر پختون خوا کے figures آپ دیکھیں تو 374 ہیں جبکہ پنجاب کے 1332 اور سندھ کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، دیہی اور شہری اور اس میں 322 دیہی کے لیے اور 341 شہری کے لئے لیکن بلوچستان کے صرف 116 ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟

Mr. Chairman:Minister for Defence.

سردار سلیم حیدر خان: اس میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ سارا کوٹہ طے ہے اور یہ ہماری طرف سے نہیں ہے۔ Ministry of Defence اس کوٹے کے تحت ہی چلتی ہے اور اس کے مطابق ہی بھرتی کرتی ہے۔ اس میں بلوچستان کا جو کوٹہ ہے ہم نے اس کے مطابق ہی بھرتیاں کی ہیں۔ گو سینیٹر صاحب کا سوال ٹھیک ہے کہ 116 جو بھرتیاں ہوئی ہیں وہ کوٹے سے تھوڑی کم ہیں لیکن اس میں ہمیں problem یہ ہے کہ جیسے ایئر ہوسٹس یا اس طرح کی دوسری jobs ہیں ان میں بلوچستان سے کوئی آنا نہیں چاہتا۔ جب کوئی آنا نہیں چاہتا تو کمی رہ جاتی ہے ورنہ ہم نے کوٹے کو follow کیا ہے اور پاکستان میں جو کوٹہ طے ہے اس کے مطابق ہم نے بھرتیاں کی ہیں۔

Mr. Chairman:Thank you, Hamza Sahib.

سینیٹر حمزہ: کیا جناب وزیر موصوف اس بات کا اعتراف کریں گے کہ پی آئی اے میں جتنی بھرتیاں ہوتی ہیں ان میں میرٹ کا خیال نہیں رکھا جاتا اور میرٹ کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے اس کی working میں انحطاط آیا ہے اور یہ ادارہ تباہ ہو رہا ہے اور نقصان میں جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کیا کرتے ہیں؟ کیا آپ اپنی حکومت کے اس رویے کو بدلنے کے لئے تیار ہیں؟

Mr. Chairman: Minister for Defence.

سردار سلیم حیدر خان: جناب چیئرمین! میں اس میں سینیٹر صاحب سے اتفاق نہیں کرتا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرٹ کا پوری طرح خیال رکھا جاتا ہے اور میرٹ پر ہی بھرتیاں کی جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین: رفیق راجوانہ صاحب۔

Senator Malik Muhammad Rafique Rajwana: Thank you very much. Sir, a table is given where the detail of the newly recruited persons have been mentioned. First of all, no doubt, nobody should oppose the employment because there is huge unemployment in the country but keeping the viability of PIA that is already overstaffed. Would the Minister like to explain was their any necessity whether the number of aircrafts has increased? Whether other requirements have increased whereby the appointment of this staff was must or it is overstaffing and overburdening. The PIA which is already under heavy debt and is unable to operate in a proper and in a business point of view.

Mr. Chairman:Minister for Defence.

سردار سلیم حیدر خان: اس میں ایک بات تو یہ ہے کہ یہ over burden نہیں ہے اور ابھی بھی پی آئی اے کی ضرورت کے مطابق جتنا سٹاف ہونا چاہیے اس میں کمی ہے۔ 2590 بھرتی کرنے کے باوجود بھی ضرورت سے سٹاف کم ہے اس وجہ سے کہ پی آئی اے اپنے تمام operations خود کرتی ہے جبکہ بیرونی ایئر لائنز کچھ ایسی ہیں جو کچھ چیزیں outsource دے دیتی ہیں۔ ابھی بھی یہ سٹاف زیادہ نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے بین لگایا ہوا ہے اور اس کو روکا ہوا ہے کہ نئی بھرتی نہ ہو اور پی آئی اے کے بجٹ کا salaries 18% میں جاتا ہے جبکہ زیادہ fuel charges کی مد میں جاتا ہے۔ ہم نے ایک plan بنایا ہے کہ نئی بھرتی نہیں کریں گے۔ پرانے لوگ ہر سال اور ہر دو چار ماہ بعد فارغ ہو رہے ہیں اور ہمیں مزید سٹاف کی ضرورت ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے اس پر بین لگایا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: جناب الیاس احمد بلور صاحب۔

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Thank you very much, Mr. Chairman! Honourable Minister Sahib ابھی فرما رہے ہیں کہ ہم نے بین لگایا ہوا ہے۔ کیا میں ان سے پوچھ سکتا ہوں کہ بین لگانے کے باوجود آپ نے 2590 افراد کیوں رکھے، نمبر ون۔ Basically میرا question یہ ہے کہ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک plane میں کتنے لوگ employed ہوتے ہیں جبکہ 152 worldwide ہوتے ہیں international airlines میں۔ میں پوچھتا ہوں کہ ہمارے پاس ایک plane پر کتنی employment ہے۔ جو مجھے information PIA کے لوگوں سے ملی ہے وہ آٹھ سو کے قریب ہے۔ اس لئے viable نہیں ہے اور اس لئے تباہ ہو رہی ہے۔ Is it correct or not?

Mr. Chairman: Minister for Defence.

سردار سلیم حیدر خان: جناب چیئرمین! اس میں بات یہ ہے جیسے میں نے پہلے کہا کہ وہ 152 ہوتے ہیں اس وجہ سے کہ کچھ بیرونی ایئر لائنز کچھ چیزیں out source کرتی ہیں جیسے وہ کچن کو outsource کرتی ہیں اور Engineering Department ہے جبکہ پی آئی اے سارا کچھ خود کر رہی ہے۔ اپنے جہازوں کی مرمت خود کر رہی ہے، engines کا کام کر رہی ہے، engineering میں کر رہی ہے، کچن ہمارا اپنا run کر رہی ہے۔ اس وجہ سے جو بلور صاحب نے کہا وہ بات ٹھیک ہے لیکن اگر ہم اپنی چیزوں کو outsource کریں گے تو پھر ہمیں 152 چاہییں ورنہ ہمیں 152 سے زیادہ چاہییں۔

Mr. Chairman: Next question, Mr. Muhammad Zahid Khan, not present. Next question Nawazada Saifullah Magsi Sahib, not present. Next question Nawabazada Saifullah Magsi Sahib, not present. Again next question Nawabzada Saifullah Magsi Sahib, not present. Next Question Mr. Nisar Muhammad, not present. Again next Question Mr. Nisar Muhammad, not present. Next Question Mr. Nuzhat Sadiq Sahiba.

Senator Nuzhat Sadiq: Thank you sir, Question No.14.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر نزہت صادق: جی، جی میرا honourable Minister Sahib سے سوال ہے کہ پاکستان میں جتنے بھی private channels ہیں وہ بڑے کم عرصے میں منافع میں جارہے ہیں۔ پی ٹی وی سب سے پرانا ادارہ ہے اس کو منافع بخش کیوں نہیں بنایا جارہا اور اس میں اتنی بھرتیاں کی گئی ہیں کہ اس کی بلڈنگ کو بھی pledge کر دیا گیا ہے۔ پچاس producers کی آسامیاں ابھی fill up کی گئی ہیں اور ابھی انہوں نے ایک پرائیویٹ ڈرامہ بھی خریدا ہے جو سات کروڑ میں خریدا گیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اتنے زیادہ پچاس producers کو کیا produce کرنے کے لئے انہوں نے رکھا ہے اور یہ اس ادارے کو کیوں منافع بخش نہیں بنا رہے ؟ شکریہ۔

Mr. Chairman: Minister for Information and Broadcasting.

Senator Muhammad Jehangir Bader: Mr. Chairman!

ایک نوٹ آیا ہے from PS to MOS جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ

Respected Sir, with due respect it is stated that Syed Samsam Ali Shah Bukhari, Minister of State for Information and Broadcasting is seriously attacked by fever and heavy flue. From 3-9-2012 he is unable to attend the session. It is therefore, requested that honourable Chairman Senate of Pakistan may kindly grant 3-days leave from 3-5 September. Thank you.

Mr. Chairman: Rather this request should have been given to the Prime Minister. It should not have come to me. The Prime Minister can grant him leave because he is a Member of the Cabinet. Secondly, there is the Federal Minister for Information and Broadcasting. Next question also is very important and it could have been entrusted to any other member.

میں سمجھتا ہوں کہ آج یہ application آرہی ہے، ٹھیک ہے بیماری ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس کی وجہ سے وہ حاضر نہیں ہو سکتے مگر Federal Ministers موجود ہیں یا کسی اور کو entrust کر دیتے لیکن یہ طریقہ کہ instantly one should move an application کہ جناب مجھے چھٹی دے دی جائے۔ اس

کو ذرا دیکھ لیں۔ Kindly get in touch with the Ministers اگر آپ House timely and properly کو inform کریں، اگر آپ available نہیں ہیں تو آپ کے Order of the Day پر questions نہ آئیں۔ جی۔ Leader of the Opposition.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: شکریہ جناب، میرا خیال ہے میرا آدھا کام تو آپ نے کر دیا ہے۔ Sir, this reflects very non-serious attitude of the Ministers. ہم لوگ بھی کئی دفعہ cabinets میں رہے ہیں یہ طریقہ نہیں ہے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ دیکھیں ایک Minister Sahib بھی ہیں، ان کے State کے سوال آئے ہیں۔ Honourable Leader of the House کو لیسٹر پڑھ کر سنانا پڑا۔ ابھی ان کے full Minister بھی ہیں، دونوں ہیں۔ Let us say کہ دونوں busy ہیں اور دونوں بیمار ہیں اور دونوں کو flue ہو گیا ہے۔ Why they can't have another colleague of the Cabinet and make prior arrangement. کہ جی آپ میرے behalf پر سوال Leader of the House کو دے دیتے۔ جو ابھی پڑھا گیا ہے اس میں تین سے پانچ تک کی چھٹی مانگی گئی ہے۔ میرا مطلب ہے کہ This is not on. اگر نہیں ہیں تو یہ سارا کام بند کریں۔ Whey we spend money and waste public scarce resources. میرا مطلب ہے اس ملک کو پیسے کی ضرورت ہے۔ Sir، آپ اس کو میرا خیال ہے seriously لیں۔

جاری۔۔۔۔۔۔

T05–04SEP2012 FAZAL\Zafar 11:10 UR7

سینیٹر محمد اسحاق ڈار جاری ہے۔۔۔۔جناب! اس کو seriously لیں۔

Honestly in my 20 years' history in these two "Aiwans", I have never seen such a non-serious attitude of the Ministers. They take it for granted.

چلیں جی آپ سوئے ہوئے ہوں گے یا آپ کو کوئی پریشانی ہو گی، ہو سکتا ہے کہ آپ بیمار ہوں لیکن خدا کے لیے کسی اور colleague سے arrangement کر لیں۔ اور نہیں Leader of the House تو موجود ہیں، ان سے ہی آپ arrangement کر لیں۔ Sir, this is not enough. I think, you have done part of the job but sir, give a very strong message otherwise please اس business کو بند کر دیں۔ یہ کام کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Leader of the House.

Senator Muhammad Jahangir Bader (Leader of the House): I agree with the Leader of the Opposition what has been said here. It is the matter of great responsibility to the nation.

یہ بات درست ہے کہ Ministers خود آتے یا کسی دوسرے Minister کی تیاری کراتے اور نہیں تو they can ask me to answer on their behalf, I am ready for this لیکن مجھے کوئی intimation نہیں تھی۔ ابھی in the House just five minutes ago, I got this intimation. اس کے لیے مجھے نہیں کہا گیا۔

This is the duty of the Minister to ask somebody to speak on his behalf or the Ministry of Parliamentary Affairs that they should manage it otherwise, the Leader of the House always ready to do all these things on behalf of others. I am not hesitant in doing so.

Mr. Chairman: Thank you Bader Sahib, primarily you represent the Prime Minister. Kindly take it up with the Prime Minister also.

اگر Ministers کسی وجہ سے نہیں آسکتے تو business کو کسی اور Cabinet Member کے ذمے ڈال دیا جائے یا آپ کے ذمے ڈال دیا جائے۔ Kindly bring this thing in the notice of the Prime Minister. Yes, Wattoo Sahib آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد وٹو (وزیر برائے کشمیر و امور گلگت بلتستان): جناب چیئرمین صاحب! میں اسی سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ درحقیقت Federal Minister for Information ایک International Conference کے لیے باہر گئے ہوئے ہیں۔ ان سوالوں کا جواب Minister of State نے دینا تھا۔ میں انھیں ذاتی طور پر جانتا ہوں کیونکہ میرے علاقے سے اان کا تعلق ہے۔ وہ کل سے شدید بیمار ہیں۔ اب یہ business سید خورشید شاہ صاحب کے ذمے تھا کہ وہ ان سوالوں کا جواب دیں گے۔ ابھی ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے سید خورشید شاہ صاحب کے office سے اطلاع ملی ہے کہ ان کو اچانک ایک نہایت ہی اہم اور national interest کی assignment کے سلسلے میں کراچی جانا پڑا۔ ابھی مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ آپ ان سوالوں کا جواب دیں۔ اب یہ میرے ذمے ہے کہ میں ان سوالوں کا جواب دوں but I am unprepared over here. اگر آپ فرمائیں تو میں ان سوالوں کو ایسے دیکھ کر جواب دینے کے لیے تیار ہوں لیکن اگر آپ تھوڑی دیر کے لیے defer کر دیں تو میں آج ہی ان سوالوں کے جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

Mr. Chairman: Yes, Leader of the Opposition.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ ان کی پوری statement مجھے endorse کرے گی اور even both sides of the divide would endorse me کہ this is even more non-serious attitude that arrangement کر رہے ہیں، پھر وہ بھی چلے گئے ہیں۔ میری تو اطلاع یہ ہے کہ سید خورشید شاہ نے آج پانچ بجے یہاں ہونا ہے۔ اب یا تو وہ کوئی special plane لے کر کراچی گئے ہیں اور انہوں نے واپس آنا ہے۔

I can tell you with responsibility that Khurshid Shah has a very important engagement in Islamabad today at 5.00 p.m. So, I don't buy all this idea.

میں وٹو صاحب کا احترام کرتا ہوں۔ I think, he is very frank ابھی ان کو سوال دیے گئے ہیں۔ جناب! اب ان کو پڑھ کر کوئی statement تو نہیں دینی ہے۔ اگر Statement دینی ہوتی تو وہ دے دیتے۔ but he has to study.

جناب! ہمارے پاس تو دس دس صفحوں کے سوالوں کی supplementary potential ہوتی تھی اور پوری تیاری ہوتی تھی۔

We used to spend a few hours before we would come to the House with these questions.

جناب! میرا خیال ہے کہ یہ صحیح کہہ رہے ہیں۔ اگر آپ اب یہ defer کریں گے تو ایک گھنٹے میں سوال ختم ہو جائیں گے۔ سوالوں کو defer کر دیں۔ جناب! take a policy decision کہ ہم نے کرنا کیا ہے؟ جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ honourable Leader of the House should talk to the Prime Minister now, he is representing Prime Minister as Leader of the House. اور اس کو sort out کریں کیوں کہ اس طرح یہ معاملہ نہیں چلے گا۔ Sir, you have already fixed the rota days with the Parliamentary Affairs. ایسی بات نہیں ہے کہ کل رات کو یہ fix ہوا ہے اور ان کو آج کام پڑ گیا ہے۔ اگر ان کی کوئی بہت مجبوری ہو گئی ہے تو پوری Cabinet ماشاء اللہ درجنوں سے بھری ہوئی ہے کسی کی ڈیوٹی لگائیں جو آ کر سوالوں کے جواب دیں۔ تو میرا خیال ہے کہ اس کو آپ defer کر دیں۔ وٹو صاحب کو میرے خیال میں تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ بے چارے ان supplementary سوالوں کے جواب نہیں دے سکیں گے۔

Mr. Chairman: Thank you. The questions pertaining to Ministry of Information and Broadcasting are deferred.

(Interruption)

Mr. Chairman: Now the Question Hour is over and how can we have a question after that. That is against the Rules. All those questions are deferred. Next question, Nisar Muhammad Khan Sahib. He is not present. Next question, Begum Najma Hameed Sahiba.

[Q. No. 16]

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Begum Najma Hameed: No supplementary.

Mr. Chairman: Next question, Begum Najma Hameed Sahiba.

[Q. No. 17]

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: میں یہ کہہ رہی ہوں کہ یہ جہاز جو باہر سے خریدتے ہیں ان کے لیے کیا کوئی کمیٹی مقرر کی ہوئی ہے۔ کون سے لوگ اس میں شامل ہوتے ہیں، کوئی professional لوگ بھی اس میں شامل ہوتے ہیں۔ کوئی ٹیسٹ وغیرہ کر کے لیتے ہیں۔ جیسے بھوجا ائر لائن کی پہلی پلائٹ آئی اور پہلی کا ہی

بیڑہ غرق ہو گیا۔ وہ اڑنے سے پہلے غرق ہو گئی۔ تو میں یہ کہتی ہوں کہ اس کا کیا طریقہ کار ہے، یہ کیسے لیتے ہیں اور اس میں کون کون شامل ہوتا ہے؟ جہاز لینے کے لئے کوئی کمیٹی ایسی ہے جس میں سارے لوگ professionals ہوں؟ اس کے لیے کوئی advertisement بھی کرتے ہیں؟

Mr. Chairman: Yes, Minister for Defence.

سردار سلیم حیدر خان (وزیر مملکت برائے دفاع): بات وہیں پر آ گئی ہے۔ شروع میں ایک question پر میں نے جواب دیا تھا کہ اگر ایک روپے کا بھی لینا ہوتا ہے تو اس کو ہمیشہ negative لیا جاتا ہے کہ شاید اس میں سے کمیشن کھایا جا رہا ہے۔ انہوں نے جو question کیا ہے۔ اس کے لئے ایک proper طریقہ کار ہے۔ Board of Directors ہے اور ایک پوری کمیٹی بنی ہوئی ہے اور وہ کمیٹی decide کرتی ہے۔ اسی کمیٹی نے وہ Business Plan 2020 دیا ہے اور ابھی تک کوئی طیارہ خریدا نہیں گیا۔ یہ جو کمیشن کی بات کر رہی ہیں یا کسی چیز کی بات کر رہی ہیں، ابھی تک تو کچھ خریدا نہیں گیا ہے۔ جب خریدا جائے گا تو اس کے بعد بات ہو گی۔

Mr. Chairman: Thank you. Next supplementary question, Tahir Hussain Mashhadi Sahib.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. I would like to ask the honourable Minister for Defence regarding these leased aircrafts. Although the decision to purchase 05 Boeing 777-300ER is welcomed, we will be getting some new aircrafts into our fleet which augur well for us. For the people of Pakistan we will have more safer travel and better airline but these are 9 aircrafts that they have decided to take on lease for the Hajj season. Is this permanent decision? Will these aircrafts continue to be inducted in our fleet? Is this lease with option to buy or is it a just one time lease and why we have not taken more aircrafts on lease with option to buy so that to replace outdated fleet?

Mr. Chairman: Minister for Defence.

سردار سلیم حیدر خان: کون سے طیاروں کی بات کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: انہوں نے 9 Boeing aircrafts کے بارے میں پوچھا ہے جو آپ lease پر لے رہے ہیں۔ کرنل صاحب! آپ نے یہی پوچھا ہے؟

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب چیئرمین! Question Hour میں تو Ministers آتے ہی نہیں ہیں اور چٹھیں بھیجنی شروع کر دی ہیں وہ تو ہے مگر Question Hour میں سنتے بھی نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ اس question کو ذرا repeat کر دیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب! repeat کیا کروں۔ یہاں پر یہ لکھا ہے۔ آپ ذرا اپنا جواب پڑھ لیں۔

If you can't read it, I would read it out. The PIA Board of Directors in its 336th meeting has approved the Fleet Plan 2010, which envisages induction of new aircrafts.

TIME SAIFI UR2 T06-04SEP2012 (آگے ٹی 06 پر جاری ہے)

1120

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جاری ہے۔۔۔۔۔۔

and in the 336th meeting has approved the fleet plan 2010 which envisages induction of new aircrafts. میں new aircrafts کی بات کر رہا ہوں۔ In this regard PIA has signed an agreement with Boeing company for purchase of 5 Boeing 777s اور اس کو میں نے appreciate کیا ہے، میں نے کہا ان پانچ کو تو میں appreciate کرتا ہوں کہ پی آئی اے fleet میں نئے جہاز آ رہے ہیں۔ میرا یہ سوال ہے کہ those aircrafts will be delivered in next year ٹھیک ہے وہ تو ٹائم ہوتا ہے۔ PIA Board of Directors in its 341st meeting has decided to induct 9 Boeing aircrafts. یہ 09 Boeing aircrafts کی میں بات کر رہا ہوں which have been on dry lease. یہ جو dry lease ہے is it just for Hajj flights or is it a permanent induction in PIA? کیا ہماری fleet میں نو نئے جہاز رہیں گے؟ اگر رہیں گے تو آپ نے صرف lease پر لیے ہیں یا lease with option to purchase لئے ہیں۔ There is a system that you can lease the aircraft from the companies, brand new aircrafts with option to buy. اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آپ پانچ سال، سات سال بعد ان کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں and the money is carried over. That is a very beneficial system. میں اس کا پوچھ رہا ہوں۔

سردار سلیم حیدر خان (وزیر مملکت برائے دفاع): میں کرنل صاحب سے معذرت خواہ ہوں، میں سن نہیں سکا، میرے آس پاس باتیں ہو رہی تھیں، اس وجہ سے میں ان سے معذرت چاہتا ہوں۔ یہ نو جہاز dry lease پر لئے جا رہے ہیں اور صرف Hajj purpose کے لئے لئے جا رہے ہیں خریدے نہیں جا رہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سپلیمنٹری، سحر کامران صاحبہ۔

سینیٹر سحر کامران: شکریہ جناب چیئرمین! میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ جو lease پر جہاز لیں گے ان کا عملہ، جس ملک سے وہ lease ہو گا وہ فراہم کریں گے یا پی آئی اے فراہم کرے گی۔

سردار سلیم حیدر خان: یہ dry lease پر لئے جا رہے ہیں اس کا مطلب ہے عملہ ہمارا ہو گا۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال، حافظ حمد اللہ صاحب۔

(Q.18)

سینیٹر حافظ حمداللہ: جناب والا! اگر سوال کو دیکھیں جو میں نے کیا ہے۔۔۔۔

Mr. Chairman: Minister for Defence, this question relates to your ministry

اس کا جواب نہیں ہے۔ حافظ صاحب اس کا جواب ہی نہیں آیا، سپلیمنٹری تو تب ہو گا جب جواب ہو گا۔

سینیٹر حافظ حمداللہ: میں سپلیمنٹری نہیں کر رہا، میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ان کا موقف لینے دیں کہ جواب کیوں نہیں آیا، پھر بات کریں۔ جی وزیر صاحب

سردار سلیم حیدر خان: جناب اس کو defer کر دیں۔ ہم نے لکھا ہوا ہے انشاءاللہ next rota day پر جواب دے دیں گے۔

جناب چیئرمین: Defer تو understood ہے ہو جائے گا، جواب نہیں ہے تو defer ہو گا۔ لیکن reason for it.

سردار سلیم حیدر خان: جناب والا! اس کا ہم نے JS headquarter کو لکھا ہوا ہے۔ انہوں نے GHQ کو بھیجا ہوا ہے۔ آج میں نے خود ٹیلی فون پر بات کی ہے کہ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے آپ کو اس کا جواب دینا ہے، ہم نے اس کا جواب دینا ہے انشاءاللہ جو بھی آپ وقت رکھیں گے میں جواب دوں گا۔

جناب چیئرمین: جی حافظ صاحب۔

سینیٹر حافظ حمداللہ: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے ایک بات کروں گا۔

جناب چیئرمین: گزارش یہ ہے کہ اگر کسی اور issue پر بات کرنی ہے تو Question Hour کے بعد بات کر لیں گے۔

سینیٹر حافظ حمداللہ: میں اسی پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جب جواب نہیں آیا تو سپلیمنٹری کیسے ہو گا۔ اس پر آپ motion move کریں لیکن during Question Hour جب جواب نہیں ہے تو how can I permit supplementary on that. اس پر اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو after Question Hour you raise the issue, we can see لیکن during Question Hour جب جواب نہیں ہے تو How can I allow supplementary on that. حافظ صاحب اس کو بعد میں لے لیں۔

سینیٹر حافظ حمداللہ: جناب والا! اصل المیہ یہی ہے کہ حکمران خواہ سویلین ہو یا ملٹری کا ہو وہ کہتے ہیں کہ ڈرون حملے خود مختاری کے خلاف ہیں، سالمیت کے خلاف ہیں، ہمارے وقار کے خلاف ہیں، جب ہم سوال پوچھتے ہیں تو وزیر صاحب جواب نہیں دیتے وہ کہتے ہیں کہ میں نے GHQ کو بھیجا ہے، GHQ تو وہ ادارہ ہے کہ آپ پوچھ بھی نہیں سکتے۔ وہ کیسے آپ کو جواب دیں گے۔ ہمیں گارنٹی کون دے گا کہ اس کا جواب ہمیں ملے گا۔ ہزاروں لوگ مارے جا چکے ہیں۔

سردار سلیم حیدر خان: جناب والا! میں نے آٹھ سوالوں میں سے سات کا جواب دے دیا، ایک جواب نہیں آیا، GHQ ہو یا جو مرضی ہو وہ حکومت کے ماتحت ہیں، ان کو جواب دینا پڑے گا، ہم آپ کو جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، اگلا سوال نسرین جلیل صاحبہ، حاضر نہیں ہیں؟ اگلا سوال جناب طلحٰہ محمود صاحب، حاضر نہیں ہیں، یہ deferred ہے، اگلا سوال یہ بھی deferred ہے relating to Ministry of Information and Broadcasting سوال نمبر 21 طلحٰہ محمود صاحب یہ خود بھی حاضر نہیں ہیں۔ اگلا سوال کرنل ریٹائرڈ طاہر حسین مشہدی صاحب۔

(Q. 23)

Mr. Chairman: Any supplementary.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, my question is regarding these authorized police barricades or unauthorized

ان میں کیا differences ہیں۔ وزیر صاحب مجھے بتادیں کہ اسلام آباد میں ہر جگہ پر barricades لگے ہوئے ہیں۔ سڑکوں پر لگے ہوئے ہیں، گلیوں میں لگے ہوئے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ میں ایک کھوکھے سے چائے پیتا ہوں، اس کے آگے آدھی سڑک بیچارے کھوکھے والے کو نہیں دی ہوئی اور سیرینا کی آدھی سڑک ان کو دے دی ہے، میریٹ کی آدھی سڑک ان کو دے دی تو انصاف کیجیئے اور میرے کھوکھے والے کو بھی آدھی سڑک دے دیں، تو انصاف ہوگا۔

جناب چیئرمین: جی وزیر داخلہ۔

جناب امتیاز صفدر وڑائچ: جناب والا! اس وقت barricades کی یہ پوزیشن ہے کہ barricades 75 اسلام آباد پولیس نے مختلف جگہوں پر لگائے ہیں، جن میں سے 23 city zone میں ہیں، پندرہ صدر کے زون میں ہیں، دس industrial zone میں ہیں، چھ دیہی zone میں ہیں، اور 21 سیکیورٹی زون میں لگائے گئے ہیں کیونکہ ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو بلا ضرورت ہو۔ سیکورٹی کے حالات میں یہ ضروری ہے تاکہ کل کوئی ایسا واقعہ نہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ اسلام آباد اور پنڈی میں جو car theft ہے اس کے حوالے سے theft پولیس کا شعبہ ہے انہوں نے کچھ لگائے ہوئے ہیں، نوکے قریب ناکے ہیں، جس پر وہ صرف کاروں کو چیک کرتے ہیں۔ اگر معزز سینیٹر صاحب کو specific کسی جگہ کوئی شکایت ہوئی ہے تو ہم اس کا ازالہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ کوئی کھوکھے والے کی بات کر رہے تھے۔

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: جناب والا! پوری پوری سڑک آپ نے سفارتشیوں کو دی ہوئی ہے، کیوں وہ بڑے لوگ ہیں اس لیے آپ نے دے دی ہے اور غریبوں کی کوئی protection نہیں ہے۔ روز لوگ مارے جا رہے ہیں، مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے، روز bomb blast ہو رہے ہیں، پولیس سو رہی ہے، ISI سو رہی ہے، ساری دنیا سو رہی ہے آپ نے بڑی بڑی سڑکوں کو بند کیا ہوا ہے تاکہ عوام کو تکلیف ہو، میرا سوال یہی ہے کہ آپ نے ان کو کس قانون کے تحت دی ہے۔ یہ violation of CDA rules ہے۔ پاکستان کی سڑک ہے، پاکستانی عوام کی سڑک ہے، کسی کا حق نہیں ہے کہ اس کو کسی ہوٹل کو allot کردیں، یا کسی ہوٹل کے مالک کو allot کردیں مجھے اس کا جواب دیں کہ آپ نے کیوں دی ہے؟ کس لیے دی ہے؟ کس کے آرڈر سے دی ہے؟

Mr. Chairman: Yes, Minister for Interior.

جناب امتیاز صفدر وڑائچ: جناب چیئرمین! میں اس کو defend کروں گا کہ یہ کسی کے ذاتی مفاد میں نہیں ہے، اہم لوگ وہاں پر ٹھہرتے ہیں اور آپ نے دیکھا کہ میریٹ میں جو واقعہ ہوا تھا اس سے پاکستان کی ساری دنیا میں کتنی بدنامی ہوئی تھی۔ پاکستان غیر یقینی صورت حال سے دوچار ہوا، اس پر حکومت ایسے steps لے رہی ہے۔ اگر پاکستانی حکومت ایسے Steps نہ لے تو پھر ان کو اعتراض ہونا چاہیے۔ جب security کے حوالے سے steps لئے ہیں اور زیادہ conscious ہیں تو اس کی ان کو تعریف کرنی چاہیے۔ جہاں تک کھوکھے کا مسئلہ ہے میں معزز سینیٹر صاحب سے میٹنگ کر کے اس کا مسئلہ حل کر دوں گا۔

Mr. Chairman: Thank you. Next question Mr. Ahmed Hassan.

(Q. 26)

Mr. Chairman: Any supplementary.

سینیٹر احمد حسن: جناب والا! یہ تین سکیمیں ہیں جو phases wise ہوئی ہیں، ان پر کروڑوں روپے لگ چکے ہیں۔ یہ UAE کی امداد سے آرمی والے کر رہے ہیں۔ ان تک ہماری کوئی رسائی نہیں ہے، پورا ایک سال ہوا یہ سکیم مکمل ہو گئی تھی، اس میں کچھ نقائص تھے، مجھے یہ بتایا جائے کہ میں کس کے پاس جاؤں کہ جو سکیمیں مکمل ہیں، یہ لوگوں کو facilitate نہیں کر رہے یہ شاید defence سے متعلق ہو گا۔ اگر میرے محترم وزیر صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کیا ہے، بے شک انہوں نے نہیں کیا، مجھے تو یہ جواب دیا جائے کہ کس کے ماتحت یہ کام ہو رہا ہے؟ اس کی خامیوں کے بارے میں اگر کوئی نشاندہی کرنی ہو گی تو کس تک ہم approach کریں اور کس کو کہیں کہ ڈیڑھ سال پہلے جو سکیمیں مکمل ہوئی ان میں کچھ کمی ہے، خامی ہے، محکمہ لینے کو تیار نہیں ہے، ایک برادر اسلامی ملک نے مدد فراہم کی ہے، کام ہوا ہے، ٹھیکیدار چلے گئے ہیں، میں کس سے پوچھوں؟

جناب چیئرمین: سوال تو آپ نے States and Frontier Region سے کیا، اس کا جواب تو آ گیا۔

(جاری۔۔۔T07)

T07-04SEP2012 FAHEEM/ ED Mohsin Zaidi 11:30 A.M. ER12

جناب چیئرمین: سوال تو آپ نے State and Frontier Region سے کیا تھا اور اس کا جواب بھی آ گیا ہے۔ جی وزیر صاحب۔

انجینئر شوکت اللہ (وزیر برائے (SAFRON): شکریہ جناب چیئرمین! حقیقت میں UAE کا کوئی بھی funded project ہم نہیں کر رہے ہیں۔ ان کے علاقے میں اگر اس طرح کی کوئی position بن چکی ہے کہ وہاں پر کوئی UAE funded project منظور ہو چکا ہے تو لازمی طور پر وہاں کی administration کے ساتھ ان کا کوئی تعلق ہو گا یا آرمی کے ذریعے ہو گا لیکن اسی علاقے سے related ہو گا۔ یہاں ہماری منسٹری میں ایسا کوئی system نہیں ہے کہ ہم اس کو follow کریں۔ میں یہ کر سکتا ہوں کہ وہاں ان کے لیے تمر گرہ سے یا ان کے ڈسٹرکٹ لوئر دیر کی authorities سے معلومات لے کر معزز رکن کو فراہم کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: جی احمد حسن صاحب۔

سینیٹر احمد حسن: جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بہتر ہو گا کہ وزارت دفاع پوچھے۔

جناب چیئرمین: یہ تو آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ آپ نے کس وزارت سے سوال پوچھنا ہے۔ یہ فیصلہ تو آپ کریں گے۔ یہ فیصلہ SAFRON کے وزیر نے نہیں کرنا لیکن جیسا انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ آپ کو facilitate کریں گے اور معلومات آپ کو فراہم کردیں گے کہ کون executing agency ہے اور کون اس کو look after کر رہا ہے۔ پھر آپ اپنا سوال formulate کرلیں کہ کس وزارت سے سوال کرنا ہے۔ یہ آپ کی اپنی ذمہ داری ہے۔

سینیٹر احمد حسن: یہ معاملہ آپ نے حل کرانا ہے۔ You are custodian of the House. مسئلہ یہ ہے کہ میں بحیثیت سینیٹر در در پھر رہا ہوں، پوچھ رہا ہوں، انکوائری کر رہا ہوں اور متعلقہ آدمیوں کو میں دیکھ رہا تھا کہ آرمی انجینیرنگ تک یہ کام ہوا ہے لیکن اب ہمیں کوئی جواب نہیں دے رہا۔ میں محکمے سے پوچھتا ہوں کہ بھئی کیوں نہیں کرتے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ یہ incomplete ہے، اس میں خامیاں ہیں، ہمیں properly handover نہیں کیا گیا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے۔ مہربانی فرما کر میری رہنمائی کریں۔

جناب چیئرمین: پھر ایسا ہے کہ وزیر صاحب، انجینئر شوکت اللہ صاحب نے کہا ہے لیکن I will certainly ask the Leader of the House کہ وہ ان کو facilitate کریں اور ان کو proper information لے کر دیں۔ شکریہ۔ جی اگلا ضمنی سوال۔ زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! میں معذرت خواہ ہوں کہ میں تھوڑی دیر سے آیا ہوں۔ میرا سوال گزر چکا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں پوچھ لوں کیونکہ وزیر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ سوال بھی بہت اہم سوال ہے کیونکہ 300 million rupees خرچ ہو چکے ہیں اور on ground چیز ابھی تک نہیں آئی ہے۔

جناب چیئرمین: کون سا سوال تھا۔

سینیٹر محمد زاہد خان: سوال نمبر 8 تھا۔

جناب چیئرمین: اب تو Question Hour بھی over ہو رہا ہے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! اگر اس سوال کو committee کو refer کردیں۔

Mr. Chairman: We don't want to go for a practice.

پھر ultimately یہ چیزیں روایت بن جاتی ہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! میں نے پہلے معذرت کی ہے کہ میں late آیا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی قائد ایوان صاحب! اس پر آپ کا کیا point of view ہے اور Leader of the Opposition سے بھی پوچھ لیتے ہیں۔

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, as a one of exceptions

اس کو کمیٹی کو refer کردیں لیکن اس کو take up نہ کریں۔

جناب چیئرمین: جی زاہد خان۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہوں گا۔ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے، اس میں جتنی بھی UCs ہیں یا گاؤں ہیں ان میں کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا آپ مہربانی فرما کر اس کو کمیٹی کو refer کریں تاکہ اس چیز کی انکوائری ہو کہ جو 300 million rupees خرچ ہو چکے ہیں ان کا کیا ہوا ہے۔ لہٰذا اگر آپ اس کو کمیٹی کو refer کر دیں تو مہربانی ہو گی۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Minister for States and Frontier Region

اس پر آپ جواب دیں۔

انجینیئر شوکت اللہ: جناب والا! جس طرح انہوں نے دیر اپر اور دیر لوئر کے بارے میں پوچھا ہے تو وہ ہم نے ان کو بتا دیا ہے اور یہ جو کمیٹی کے بارے میں کہہ رہے ہیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس پر پہلے بھی سینیٹر حافظ رشید صاحب وہاں گئے تھے اور انہوں نے check بھی کیا تھا۔ اس کے لیے donor agencies fund release کرتی ہیں اور وہ on ground چیزیں دیکھ کر certify کر کے fund release کرتے ہیں۔ ہم اس چیز کی مخالفت نہیں کرتے کہ اس کے لیے کمیٹی نہ بنائی جائے اور اس کو نہ دیکھا جائے اور اگر سینیٹر صاحب وہاں جا کر خود دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: آپ صرف کمیٹی کو refer کریں۔ کمیٹی اگر مناسب سمجھے گی تو خود دیکھ آئے گی۔

Mr. Chairman: Committee itself can initiate all these things. Even there is a provision for the petitions before the committees. If somebody feels aggrieved about all these things then he can move it in the committees. Let us not go into the practice that everything should be referred from the House. It can be initiated in the committee itself.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ میں تو اس کمیٹی کا رکن نہیں ہوں۔

Mr. Chairman: Then ask any of your colleagues. They can move it in the committee.

زاہد خان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر (قائد ایوان): جناب والا! اگر آپ اس کو admit کر لیں کہ this is admissible تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اگر ایوان اس کو بھیج دے یا وہ direct ادھر take up کر لیں۔ لہٰذا آپ اس کو allow کر دیں۔

Mr. Chairman: Normally the questions are taken up in the concerned standing committees. They can be initiated by a member of that committee or by anybody. There is also a provision for the petitions and that can be taken up. So, primarily it is not the task of the House that the things should be sent to the Committee. They can be initiated over there.

اگر وہاں پر initiate نہیں ہوتا اور اس کو وہاں پر take up نہیں کیا جاتا then we can intervene over there. Let us

not intervene at every stage for committees. Let it be decided over there.

The Question Hour is over. The remaining questions and their replies are taken as read.

Now, we move on to item No.3, Mr. Ishaq Dar.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, I beg to move that the House may discuss the ECC decision to review the prices of Petroleum products on weekly basis and the recent increases made in the prices of POL products and CNG.

(Followed by T08)

T08-04Sept2012 Rauf/Sial Ed/ 11-40/UR10

Mr. Chairman: The Question Hour is over. Now we cannot take up any question and I have already announced that Question Hour is over. Now we move on to Item No.3, yes Ishaq Dar Sahib.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, I beg to move that the House may discuss the ECC decision to review the prices of Petroleum products on weekly basis and the recent increases made in the prices of POL products and CNG.

Mr. Chairman: There are other movers for it also and apart from movers اور کوئی honourable members بات کرنا چاہتے ہیں تو kindly give their names. The first preference would be given to the movers اور اس کے بعد بھی اگر honourable members بات کرنا چاہتے ہیں تو they can give their names to the Secretary. In the meantime we take up the leave applications.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جناب سعید غنی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ 10 اگست اور موجودہ اجلاس میں مورخہ 3تا5 ستمبر ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد صالح شاہ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 3تا5 ستمبر ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: نوابزادہ سیف اللہ مگسی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 3تا5 ستمبر ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ملک محمد رفیق رجوانہ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ انہوں نے گزشتہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ 3اگست کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ فرح عاقل صاحبہ نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 3تا5 ستمبر ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: حاجی غلام احمد بلور صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ناسازی طبعیت کی بنا پر مورخہ 3اور4 ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔

Mr. Chairman: Now Ishaq Dar sahib, the floor is with you.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (لیڈر آف دی اپوزیشن): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! I am one of the movers یہ جو حکومت نے حالیہ پیٹرولیم پروڈکٹس اور CNG کے prices میں increase کی ہے۔ پیٹرول میں سات روپے 77 پیسے فی لیٹر اضافہ ہوا ہے۔ ڈیزل میں پانچ روپے 94 پیسے، مٹی کا تیل پانچ روپے 86 پیسے اور اسی طرح سے CNG,s کی قیمتوں کو بڑھایا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ نے بھی observe کیا ہو گا کہ پچھلے دو دنوں میں تقریباً ہر چیز پر اس کا جو impact ہے چاہے وہ ٹرانسپورٹ کے کرایے ہوں جہاں غریب سے غریب آدمی ویگن میں یا دوسرے transportation کے جو means ہیں اس میں آئے اور اسی طرح روزمرہ کی جو چیزیں ہیں۔ ہر چیز پر، in the market. Sir, this is standard thing کہ جب بھی اس قسم کی کوئی price increase ہوتی ہے اور ہم نے دیکھا ہے کہ یہ بار بار ہو رہا ہے اور پھر ECC کا اس میں جو role ہے۔ میں زیادہ explain کرنا چاہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کیا کر رہی ہے اور اس کو کیا کرنا چاہیے۔ اس کا یہ حل نہیں ہے جس کی طرف یہ بار بار resort کر رہے ہیں۔ سب سے پہلے تو اس mechanism میں transparency ہونی چاہیے، شفافیت ہونی چاہیے تاکہ ہر ایک کو اس کے متعلق پتا چلے۔

Mr. Chairman: Ilyas Balour sahib, I would request you listen to him.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں جو عرض کر رہا تھا کہ سب کو پتا ہو کہ ان کا جو فارمولہ ہے ان کا جو پورا mechanism ہے ان کا جو سسٹم ہے وہ کیا ہے؟ کبھی یہ کہتے ہیں کہ اس میں changing صرف اوگرا کرے گی، کبھی یہ کہتے ہیں کہ منسٹری بھی اس میں involve ہو گی، کبھی پھر یہ دوبارہ ECC میں لے کر چلے جاتے ہیں۔ کوئی ایک دفعہ for Haven sake once and for all بتاؤ کہ آپ کا سسٹم ہے کیا؟ آپ کس سسٹم کو follow کرنا چاہتے ہیں یہ مہنگائی کے اتنے بڑے بڑے طوفان اور غریب پر بم گرا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! دوسری major بات یہ ہے کہ یہ اپنے mechanism کے متعلق سوچتے رہتے ہیں اور مجھے ان کی rationale کا بھی پتا ہے یہ کبھی سوچتے ہیں کہ اچھا پیٹرول کی قیمت میں چلیں کچھ کم کر لیں یا زیادہ کر لیں ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا کیوں کہ اس کی 10% total consumption ہے۔ It is actually 90% consumption اور یہ آج سے نہیں بلکہ conventionally Pakistan میں ہوتا رہا ہے کہ جب باہر مارکیٹ اس کی قیمت بڑھتی ہے تو یہ بھی بڑھا دیتے ہیں لیکن transparency کا نام تک نہیں ہے۔ اب یہ petroleum development levy کے نام پر پیسے اکٹھے کر رہے ہیں، ان کو چاہیے تھا کہ پہلی جولائی سے پہلے بجٹ میں یہ announce کرتے کہ ہماری یہ mechanism ہو گی۔ دنیا میں ساری حکومتیں کسی نہ کسی طریقہ سے revenue اکٹھا کرتے ہیں لیکن جب basic product کی price اتنی unsustainable ہو جائے اور ہر چیز کے پر اس کا impact ہو، چاہے وہ روز مرہ کی اشیاء ہیں، چاہے وہ transportation ہے، چاہے وہ کپڑے ہیں، پچھلے تین دنوں کے اندر ہر چیز کی قیمت بڑھ چکی ہے۔ اس میں حکومت اپنی development levy کو freeze کر دیتی ہے۔ انہوں نے بھی پچھلے سال certain period کے لیے یہ کیا تھا، لیکن کسی کو کچھ پتا نہیں ہے کہ اس وقت فارمولہ کیا ہے۔ وزیر خزانہ صاحب جن کا یہ proactive role جناب وزیر پیٹرولیم کے ساتھ ہونا چاہیے، وہ میرے خیال میں آج کل پاکستان اور امریکہ کے درمیان broker بنے ہوئے ہیں، وہ شاید زیادہ واشنگٹن میں ہوتے ہیں، یہاں ان کو کم وقت ملتا ہے۔ میں تو ان کو ہاؤس میں دیکھتا ہی نہیں لیکن وہ member of the House ہیں۔ پاکستان جس crisis سے گزر رہا ہے اس کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔ جناب! یہ macro-economic indicators کب ٹھیک ہوں گے۔ ابھی میں نے عاصم صاحب سے کہا کہ آپ کسی طریقے سے consumer price index کو نیچے لے کر آئیں۔ بھئی! ہر چیز ٹھیک ہو سکتی ہے لیکن آپ کی نیت نہیں ہے، آپ کرنا ہی نہیں چاہتے۔ آپ چاہتے ہیں کہ اس قوم پر اتنا بوجھ ڈال دیا جائے کہ یہ بالکل بولنے کے قابل نہ ہوں۔ کوئی ان issues پر بات نہ کریں۔ اس وقت ہم کیا کر رہے ہیں؟ مجھے آج as former Finance Minister پتا نہیں ہے کہ آج ان کی total mechanism کیا ہے اور یہ Petroleum Development Levy کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ پاکستان کی عوام کے ساتھ قیمتوں میں اتنا بڑا اضافہ کر کے کیا کرنا چاہتے ہیں۔ جناب، خدا کے لیے، میں لمبی تقریر نہیں کرتا دوسرے movers بھی ہیں۔ I am sure ہر بندہ اس پر بات کرنا چاہے گا۔ میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ ان کے اپنے allies ان کو criticize کر رہے ہیں۔ بھئی! ایسے وقتوں میں جہاں قیمت اتنی بڑھ چکی ہو جہاں ہم afford نہیں کر سکتے سب سے پہلا آپ کا اپنا کام یہ ہے کہ

کرنی ہے تو pass through price اگر آپ نے۔ کرتیں، کم از کم وہ بوجھ تو آپ عوام کے اوپر نہ ڈالیں petroleum development levy کو freeze

آپ اس کو ایک rationale کے تحت کریں۔

جناب چیئرمین! میں اسی پر گزارش کروں گا جیسے کہ میں نے عرض کیا کہ ANP کے لیڈران حاجی صاحب، زاہد صاحب اور MQM کے ساتھیوں کا point of view پڑھا ہے۔ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے کہ حکومت کے اپنے allies بھی وہ بات کر رہے ہیں جو اپوزیشن بات کر رہی ہے۔ آج عام انسان اور عام آدمی کی تکلیف کا سب سے بڑا جو مسئلہ ہے وہ مہنگائی ہے۔ مہنگائی کا سب سے بڑا component جو اس کو بہت زیادہ accelerate کرتا ہے اور directly affect کرتا ہے آج آپ ایک روپیہ بڑھاتے ہیں تو اس کا impact کسی چیز پر اگر آٹھ آنے کا ہونا ہوتا ہے، وہ دو روپے بڑھا دیتے ہیں۔ خدا کے لیے جناب! ان کو کہیں جو حکومت کے ساتھ منسلک لوگ ہیں یہ اس ہاؤس کو اور نیشنل اسمبلی کو transparency کے ساتھ بتائیں کہ ان کا mechanism کیا ہے۔ یہ transparency کے ساتھ بتائیں کہ ان کا goal کیا ہے۔ یہ transparency کے ساتھ بتائیں کہ انہوں نے petroleum prices کو کس طرح لے کر جانا ہے۔ یہ یہاں commit کریں کہ petroleum development levy جو عام غریب آدمی کے لیے unsustainable ہو گئی ہے اس کو یہ pass کرنا بند کریں گے اور یہ basic price پر رہیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ، مسز نزہت صادق صاحبہ۔

سینیٹر محترمہ نزہت صادق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! بہت ہی اہم issue پر آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا میں آپ کی شکر گزار ہوں۔ جناب چیئرمین! ہم نے دیکھا ہے کہ حال ہی میں فیڈرل گورنمنٹ نے petroleum oil products اور CNG کی قیمتوں میں اضافہ کیا ہے۔ ایڈوائزر صاحب نے کہا تھا کہ اگست میں قیمتیں نہیں بڑھائی جائیں گی اور یہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے عوام کے لیے عید کا تحفہ ہوگا اور پھر ہم نے دیکھا کہ انہوں نے یہ تحفہ واپس بھی لے لیا کیونکہ عید کی چھٹیوں میں انہوں نے قیمتیں بڑھا دیں۔ اوگرا ایکٹ کے تحت جب CNG کی قیمتیں بڑھائی جاتی ہیں تو OGRA public hearing کے لیے اخباروں میں notices دیتے ہیں۔ اس کے بعد ایک date set کی جاتی ہے اور stakeholders آکر اپنی رائے دیتے ہیں اور پھر اس پر فیصلہ کیا جاتا ہے کہ قیمتیں کیا ہوں گی۔

جناب چیئرمین! یہ گیس کی prices کو set کرنے کا ایک set pattern ہے۔ گورنمنٹ نے OGRA Act کو follow ہی نہیں کیا؟ جیسے ہی یہ پیٹرول کی قیمتیں بڑھتی ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ CNG کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور وہ accelerate کر جاتی ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ غلط ہے۔ کیونکہ یہ دونوں separate entities ہیں۔ Petroleum Development Levy جو ہے اس کا fix rate نہیں ہے۔ پچھلے سال جب پیٹرول کی قیمتیں کم ہوئی تھیں تو گورنمنٹ نے عوام کو ریلیف نہیں دیا تھا۔ جب پچھلے سال عالمی منڈی میں قیمتیں بڑھی تھیں یا کم ہوئی تھیں تو عوام کو ریلیف دینے کی بجائے گورنمنٹ نے اپنے خزانے کو مضبوط کیا ہے۔ اس کے لیے انہوں نے POL کی قیمتیں بڑھادیں۔ Petroleum Development Levy کو کیوں کم نہیں کیا جاتا؟ جناب چیئرمین! جنرل سیل ٹیکس فیڈرل گورنمنٹ لیتی ہے۔ Petroleum Development Levy گورنمنٹ لیتی ہے۔

سینیٹر نزہت صادق: (جاری) جناب چیئرمین! General Sales Tax and Petroleum Development Levy Federal Government لیتی ہے۔ Dealer margin, refinery margin۔ جب import ہوتا ہے تب اور جب refinery سے نکلتا ہے تب بھی آپ لیتے ہیں۔ وفاقی حکومت اس وقت اڑتیس سے چالیس روپے فی لیٹر کما رہی ہے۔ پچھلے سال Federal Government نے تقریباً اڑھائی سو ارب روپے صرف petroleum sector سے کمائے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں یہاں پر for the reference add کروں گی تین اکتوبر ۲۰۱۱ء کے سوال میں پوچھا گیا تھا and I would read this. Product wise price of petroleum in the country in comparison with 100 dollars per barrel price of oil in international market at present. اس کے جواب میں منسٹر صاحب نے کہا اور میں high speed diesel کی بات کروں گی کہ جب یہ عالمی منڈی میں سو روپے per barrel تھا تو پاکستان میں rate 86.43 rupees per litter ہونا چاہیے تھا۔ اس حساب سے دیکھیں تو اگر international price ایک ڈالر per barrel increase ہو تو ہمارے ہاں 63 paisa per litter increase بنتا ہے۔ آج price 115 rupees per barrel ہے, اس حساب سے دیکھیں تو 9.45 روپے کا difference آتا ہے۔ اگر اس formula کے تحت calculate کریں تو diesel کی price 95.88 rupees ہونی چاہیے مگر یہاں diesel کی قیمت ایک سو بارہ روپے ہے۔

دوسری طرف کہا جاتا ہے کہ economic indicators بہتر ہو رہے ہیں، جناب چیئرمین! یہ کیسی بہتری ہے؟ جب عوام کو ایک روپے کا relief بھی نہیں مل رہا تو وہ سڑکوں پر احتجاج نہیں کریں گے، باہر نہیں نکلیں گے، اپنا protest lodge نہیں کریں گے تو کیا کریں گے؟ اس کے ساتھ ہی transporters کرائے بڑھا دیتے ہیں۔ لوگوں کو basic amenities ویسے ہی نہیں مل رہیں، وہ کیا کریں؟ Energy کا برا حال ہے۔ Businesses بند ہو رہے ہیں۔ Load shedding کی وجہ سے صنعتیں بند ہو رہی ہیں۔ لوگ مجبور ہیں اور جب energy کا اتنا severe crisis ہو تو یا تو کاروبار بند ہوں گے یا لوگ اپنے کاروبار باہر لے جانے پر مجبور ہوں گے اور یہ ہو رہا ہے۔ Federal Government بتائے کہ way forward کیا ہے۔ آپ کی direction and vision کیا ہے؟ There has to be a way forward. There is a need for a political will which unfortunately we can't see. ECC's decision to review petroleum prices کو Standing Committee for Petroleum of National Assembly نے across the board criticize کیا تھا اور قیمتیں واپس لینے کا کہا۔ انہوں نے recommendations بھی دیں مگر ایک recommendation کو بھی سنجیدگی سے نہیں لیا گیا۔ آپ کہتے ہیں کہ Parliament supreme ہے۔ اگر Parliament supreme ہے تو Parliament کی recommendations کا خیال کریں۔ Weekly prices بڑھانے کا یہ فیصلہ consumers کے لیے مشکلات پیدا کر رہا ہے اور کرے گا۔ ECC should consult the business community before making any business related decisions and this

decision would create multiple problems for industry, trade and manufacturing also. They will not be able to calculate the exact prices of their goods. In the larger interest of the country and economy, I feel ان قیمتوں کو واپس لیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی صاحب۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: بہت شکریہ جناب چیئرمین! یہ وقتاً فوقتاً petroleum prices بڑھائے جاتے ہیں۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں متنبہ کیا تھا کہ یہ بجٹ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی بنیاد uncertain foreign incomes and unreliable internal earnings تھی۔ میں نے یہی کہا تھا کہ جب بھی حکومت کو پیسے کی ضرورت ہو گی، وہ پٹرول کی قیمتیں، Electricity charges بڑھائے گی، بڑھاتی رہے گی اور نئے نوٹ چھاپتی رہے گی۔ یہی ہو رہا ہے۔ ابھی انہوں نے حال ہی میں جو کیا ہے کہ پٹرول کی قیمت ایک سو چار روپے پر لے گئے ہیں۔ HSB ایک سو بارہ روپے تیرہ پیسے، E10 ایک سو دو روپے پانچ پیسے اور kerosene ایک سو دو روپے اکیس پیسے۔ یہ public کے ساتھ مذاق نہیں ظلم ہے۔ پاکستان کے عوام آج بہت دکھی، بہت تنگ ہیں۔ وہ اپنی other problems میں تو ہیں کہ مسلمان، مسلمان کو مار رہا ہے۔ ہر جگہ مسلمانوں کا قتل عام اپنی جگہ لیکن ہر جگہ bomb blast ہو رہے ہیں۔ پشاور میں روز ایک، دو bomb blast ہو رہے ہیں اور لوگ قتل ہو رہے ہیں۔ مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ بیروزگاری بڑھ گئی ہے۔ اب ہر پڑھا لکھا بچہ criminal بن رہا ہے۔ وہ اب snatching کر رہا ہے اور gangs join کر رہا ہے۔ اس کے بعد حکومت اور وہ بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت، محترمہ شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت جس سے پورے پاکستان کو امید تھی کہ پاکستان کے غریب اور middle class عوام کا خیال رکھے گی لیکن petrol prices بڑھا کر کیا آپ middle class اور غریبوں کا خیال کر رہے ہیں؟ بسوں میں کون سفر کرتا ہے؟ غریب سفر کرتے ہیں۔ انہوں نے بسوں کے کرائے بڑھا دیے ہیں۔ روٹی، دال، چینی ہر چیز جو غریب آدمی استعمال کرتا ہے اس کی قیمتیں لوگوں نے بڑھا دی ہیں کیونکہ آپ نے petroleum prices بڑھا دی ہیں۔ آپ نے petroleum prices بڑھائی ہیں، اب ہمارے electricity bills بھی بڑھ جائیں گے کیونکہ fuel adjustment charges جو ایک لعنت ہے، وہ بڑھ جائیں گے اور یہ ہر ایک چیز پر زیادہ ہو جائے گا۔ آپ اسے ٹیکس تو کہہ ہی نہیں سکتے۔ Petroleum development levy کی بات بالکل صحیح کی ہے۔ دنیا میں جب relief دینا ہوتا ہے تو اس لعنت کو suspend کر دیا جاتا ہے کہ یہ خوامخواہ price میں اضافہ کرتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ ہر چیز پر sales tax لے رہے ہیں اور refineries کا جو profit ہے، honourable Minister ہمیں یہی بتا دیں کہ گزشتہ سال ان refineries کی کیا earnings تھی۔ وہ mind boggling amounts ہیں۔ پاکستان کے عوام کو لوٹا جا رہا ہے۔ ایک قسم کا bomb پھینک کر، آپ اسے کوئی government action نہیں کہہ سکتے، آپ اسے caring government action مان ہی نہیں سکتے۔ پاکستان کی عوام اسے برداشت نہیں کر رہی، نہ کرے گی، نہ کر سکتی ہے۔ پاکستان کے عوام دنیا میں سب سے اچھے، نیک اور شریف لوگ ہیں کہ حکومت کے کتنے ظلم کرے، وہ کتنے دکھ میں رہتے ہیں، ان کو جتنا بھی deflect کیا جاتا ہے، دبایا جاتا ہے، پیسا جاتا ہے، پھر بھی وہ اپنے ملک سے وفادار رہتے ہیں اور اپنی حکومت کو بھی چلنے کا موقع دیتے ہیں۔ دوسری طرف آپ دنیا میں Algeria, Tunisia, Egypt

یمن یا شام کو دیکھیں، کوئی بھی اپنی حکومت کو نہیں رہنے دیتا۔ ہمارے لوگ تو پھر بھی برداشت کر رہے ہیں۔ خدا کے لیے اس قسم کا بھتہ لینا بند کر دیں۔ یہ عوام سے بھتہ خوری ہے۔ یہ اپنی عوام پر ظلم ہے۔ یہ last straw which broke the camel's back آپ ہماری کمریں توڑ رہے ہیں۔ اب ہماری عوام کھڑی نہیں ہو سکے گی۔ شریف، محنت کش آدمی جو کماتا ہے، جو ٹیکس دیتا ہے، آپ اس کو مہنگائی کا شکار بنا رہے ہیں۔ Diesel پاکستان کی life line ہے۔ Petroleum prices کا rise صرف petroleum prices up نہیں کرتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ کیا یہ پاکستان کی عوام کو بیوقوف سمجھتے ہیں؟ کیا یہ elected representatives کو بیوقوف سمجھتے ہیں؟ National Assembly نے ایک کمیٹی بنائی تھی اور Parliament of Pakistan نے حکم دیا تھا کہ اگر قیمت بڑھائی جائے گی اور petroleum کی قیمتیں بڑھانے کا حکومت سوچے گی تو اس سے مشورہ کرے گی۔ کیوں مشورہ نہیں کیا گیا؟ یہ unilateral action کیوں لیا گیا ہے؟ کیوں ministry کو بھی bypass کیا گیا ہے؟ یہ OGRA "شوگرا"، میں جب بچہ تھا یا بچوں کی کہانیوں میں monsters کو اس قسم کے نام دیے جاتے ہیں "کھوگرا" تو "اوگرا" ۔ یہ صرف money earning machines ہیں۔ یہ صرف corruption machines ہیں۔ Ministry اپنا کام کرے۔ Ministry direct deal کرے جو اس کی responsibility ہے یا اسے authority دے دیں۔ جب responsibility دیتے ہیں تو آپ کے لیے لازم ہے کہ اسے authority بھی دیں۔ ہر ministry کو اپنی اپنی authority دیں۔ آپ نے بیچ میں money making organizations ڈالی ہوئی ہیں جدھر وہ refineries والوں کے ساتھ ملتے جلتے، اٹھتے بیٹھتے ہیں، public کو تو پوچھتے ہی نہیں۔۔۔ (جاری)

T10-04SEP2012---ASHFAQ/ED.MOHSIN---UR5---12.00NOON

جاری۔۔۔۔۔۔۔۔ سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی۔۔۔

آپ نے درمیان میں money making organizations ڈالی ہوئی ہیں، وہ refinery والوں سے ملتے جلتے اور اٹھتے بیٹھتے ہیں، public سے پوچھتے نہیں ہیں، کوئی public hearing نہیں ہوتی۔ کسی سے نہیں پوچھا، کسی assembly سے نہیں پوچھا، کسی elected representative سے نہیں پوچھا اور اپنی مرضی سے اس قسم کی مہنگائی کر دی گئی۔ جناب! اس قسم کی مہنگائی برداشت نہیں ہو گی اور نہ برداشت ہونی چاہیے، یہ Opposition and Government کا معاملہ نہیں ہے، یہ پاکستان کے عوام کا معاملہ ہے، یہ پاکستان کے غریبوں کا معاملہ ہے، یہ پاکستان کی دکھی انسانیت کا معاملہ ہے۔ آپ اس قسم کا بم مارتے ہیں، آپ ان کے سروں پر مارتے ہیں، اس کو سیاسی قتل نہیں کہتے، اس کو financial قتل کہتے ہیں، آپ financial قتل کر رہے ہیں، اس لیے آپ کو یہ prices واپس لینی چاہئیں۔ متحدہ قومی موومنٹ حکومت سے کہتی ہے کہ اس کو immediately withdraw کریں، یہ ہماری demand ہے اور پاکستان کے عوام کی demand ہے، ہم اپنے عوام کے ساتھ ہیں، پاکستان کے عوام rest نہیں کریں گے جب تک یہ واپس نہیں لی جائے گی۔ یہ subsidy کس کے لیے ہوتی ہے، یہ subsidy پاکستان کا پیسا ہے، حکومت پاکستان کے پاس جتنا بھی پیسا ہوتا ہے، وہ پاکستان کے عوام کا پیسا ہوتا ہے، اگر پاکستان کے عوام کو relief دینے کے لیے subsidy بھی دینی پڑے تو دینی چاہیے۔ اس کو عیاشی پر خرچ نہ کریں، اس کو corruption میں نہ جانے دیں، پاکستان کے پیسے کو صحیح استعمال کریں اور پاکستان کے عوام کو relief دیں، پاکستان کے عوام اپنی حکومت سے صرف انصاف مانگتے ہیں۔ آج متحدہ قومی موومنٹ اپنے عوام کے لیے حکومت سے انصاف مانگتی ہے، ہم چاہے coalition

partnerہوں، چاہے Opposition میں ہوں، چاہے حکومت میں ہوں، چاہے خود Minister ہوں، کوئی آدمی، کوئی right thinking آدمی، کوئی public loving آدمی، کوئی پاکستان کے عوام کے لیے اگر تھوڑا سا بھی درد رکھتا ہے، وہ اس چیز پر agree نہیں کر سکتا، وہ اس چیز کو نہیں مانے گا، وہ نہیں مانتا کہ اس قسم کی چیز سے ہماری کوئی بھلائی ہو رہی ہے یا کوئی بھلائی ہو سکتی ہے۔

Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you Mashhadi sahib. Yes, Leader of the Opposition.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ آپ seriousness دیکھ لیں کہ جو لوگ relevant ہیں، ان کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ جناب! یہ ماضی میں وعدے ہوئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ادھر بھی یہی sentiments ہیں اور ادھر بھی یہی sentiments ہیں، with all due respect اس حکومت نے جو قدم لیا ہے، despite an undertaking, understanding and agreement کہ ہم آئندہ نہیں کریں گے، آپ کو سارا process یاد ہے۔ Sir, we are going to stage walk out. میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ جو اس issue پر ہمارے ساتھ نہیں لیکن believe کرتے ہیں کہ عوام کے ساتھ زیادتی ہے، وہ بھی walk out کریں، thank you very much.

(اس موقع پر مسلم لیگ (ن) کے اراکین walk out کر گئے)

جناب چیئرمین: ڈار صاحب! آپ response تو لے لیتے۔ جی، محمد زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب چیئرمین صاحب! Opposition نے جو بات کی ہے کہ سینیٹ کے ساتھ یہ رویہ رکھا گیا ہے کہ کوئی Minister گوارا نہیں کرتا کہ وہ یہاں آکر بیٹھ جائے۔ Advisor for Petroleum اس لیے بیٹھے ہیں کہ petroleum prices کو discuss کیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ نے ایک، دو مرتبہ ruling بھی دی ہے اور آپ نے Leader of the House سے بھی کہا ہے کہ وہ Prime Minister سے بات کریں کہ جب اجلاس ہو رہا ہو تو یہاں پر کم از کم کوئی موجود ہو۔ سینیٹ کی gallery میں نہ کوئی سیکرٹری موجود ہے اور نہ دوسرے لوگ موجود ہیں کہ جو Senators یہاں پر points of order پر بات کرتے ہیں، ان کے points note کریں۔ لوگ کیوں کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ بے حس ہے یا Parliament rubber stamp ہے، اس کا مطلب ہے کہ یہاں پر debate یا بات ہوتی ہے، اس کے بعد لوگ چلے جاتے ہیں، جناب! آپ اس کا notice لیں، ان سے کہیں کہ وہ کم از کم یہاں پر موجود ہوا کریں، Secretaries موجود ہوں اور points note کریں۔ ہم Opposition کو کیوں موقع دے رہے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب! ایک منٹ ٹھہر جائیں۔ Leader of the House, PML(N) کے Senators نے walk out کیا ہے، kindly ان سے رجوع کریں اور ان کو واپس لے آئیں۔ جی، زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب چیئرمین! ہمارے ملک کی عجیب صورت حال۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ بجٹ آرہا ہے اور بجٹ میں petroleum مصنوعات کی قیمتیں بڑھیں گی، لوگ ایک سال انتظار کرتے تھے، ایک سال بعد بجٹ آتا تھا اور بجٹ میں قیمتیں reduce ہوتی تھیں یا بڑھائی جاتی تھیں، یہ ہوتا رہا۔ اس کے بعد چھ مہینے پر بات آ گئی، اس کے بعد ایک مہینے پر بات آ گئی پھر اس کے بعد پندرہ دنوں پر بات آ گئی اور اب Advisor صاحب کے زمانے میں ایک ہفتے پر بات آ گئی ہے، یہ قوم کے ساتھ کیا مذاق ہے۔ کیا آپ کی کمپنیاں ایک دن میں تیل خریدتی ہیں اور بیچتی ہیں یا یہ مہینوں میں سودا ہوتا ہے، آپ ایسا کام کیوں کر رہے ہیں جس سے حکومت کے لیے ایک embarrassing position پیدا ہوتی ہے۔ پہلے پندرہ دنوں بعد قیمتوں کا تعین ہوتا تھا اور لوگ پندرہ دن کا انتظار کرتے تھے، اب چار دنوں کی تشویش ہوتی ہے، ساری قوم ذہنی مریض بن رہی ہے اور ذہنی مریض بنتی جا رہی ہے، وہ اس عذاب میں مبتلا ہیں، پتا نہیں ہے، ابھی کونسا بم گرے گا، چار دن کے بعد کونسا بم گرے گا۔ موت ایسی چیز ہے کہ اس کا انتظار سب کرتے ہیں لیکن پتا نہیں ہوتا کہ وہ کس وقت آتی ہے، اب ہفتے میں موت آ جاتی ہے تو بہت عجیب بات ہے، پہلے پندرہ دن اور مہینے کا انتظار ہوتا تھا، لوگوں کو تھوڑا سا سکون ہوتا تھا کہ دس، پندرہ دن آرام سے گزر جائیں گے یا مہینہ آرام سے گزر جائے گا اور اس کے بعد rates کا تعین ہو گا۔

جناب! ہمارے honourable Advisor صاحب نے کہا تھا کہ OGRA بااختیار ہے۔ OGRA بااختیار نہیں ہے، اس ملک میں کوئی مقدس گائے نہیں ہے، ہماری پارلیمنٹ بااختیار نہیں ہے تو OGRA کہاں سے بااختیار ادارہ آ گیا ہے کہ وہ اس ملک کے غریب عوام کی قسمت کے فیصلے کرے، اگر وہ Cabinet Division کے ماتحت ہے تو Cabinet and Prime Minister اس House کو جوابدہ ہیں اور وہ عوام کو جوابدہ ہیں، OGRA کوئی آسمان سے نہیں آیا کہ اس کے خلاف بات نہیں کرنی چاہیے، اس کا جب دل چاہے اور جس وقت دل چاہے، وہ rates بڑھا دیں۔ اب صورت حال کیا ہے، آپ باقیوں کو چھوڑ دیں، اب 112 روپے diesel کی قیمت ہے، ساری diesel transportation پر ہے جو 112 روپے کا diesel ڈلوائے گا، وہ زیادہ قیمت اپنی جیب سے دے گا، وہ جو چیز load کر رہا ہے یا جو چیز لے کر آرہا ہے یا لے کر جا رہا ہے، چاہے وہ کوئی بھی اجناس ہو، سبزی ہو یا کوئی اور چیز ہو تو ساری اس میں include ہوتی ہیں۔ یہ ہمارے خلاف کوئی سازش تو نہیں ہو رہی، اس حکومت کے خلاف کوئی سازش تو نہیں ہے کیونکہ ہم اس میں شریک ہیں، جناب چیئرمین صاحب! کل ہمیں عوام کے سامنے جانا ہے، ان بچوں نے بھی جانا ہے، صرف اس نے نہیں جانا۔ جب عوام کے پاس جائیں گے تو وہ ہم سے یہ سوال ضرور کریں گے کہ آپ لوگوں نے کیا کیا تھا۔ اس لیے یہ جو طریقہ کار اپنایا گیا کہ ایک سال سے چھ مہینوں پر آئے، چھ مہینوں سے ایک مہینے پر آئے، ایک مہینے سے پندرہ دن پر آئے اور پھر ایک ہفتے پر آئے، میرے خیال میں پھر ایک روز کا آ جائے گا۔ Honourable Advisor صاحب میرے دوست ہیں، میرے خیال میں یہ آخر میں کہیں گے کہ روزانہ قیمت مقرر ہو گی، آج market میں کیا rate ہے، وہی بھاؤ ہو گا اور companies منافع خوری پر منافع خوری کریں گی۔

جناب! آپ نے ایک اور چیز دیکھی ہو گی جب اس دن rate بڑھ رہا تھا، میں آ رہا تھا اور مجھے petrol نہیں مل رہا تھا، میں دیر سے آ رہا تھا، میں POS کے تین petrol pumps پر گیا تو مجھے petrol نہیں ملا، باقیوں کو چھوڑ دیں، PSO پر تیل نہیں مل رہا تھا یعنی جو public کے ہیں، ان کو چھوڑ دیں، مردان میں تین petrol pumps پر گیا، مجھے petrol نہیں ملا۔ میں اس کے بعد صوابی کے interchange سے نکلا تو میں نے ایک petrol pump سے petrol ڈلوایا۔ یہ

صورت حال ہے، یہ اس عوام کے ساتھ ایک مذاق ہے اور ہم سب اس مذاق میں involve ہیں، چاہے Advisor صاحب ہوں، چاہے حکومت ہے اور چاہے ہم Members جو Treasury Benches پر بیٹھے ہوئے ہیں، ہم سب سے لوگ پوچھیں گے اور سب سے سوال کریں گے، یہ نہیں ہے کہ کسی سے سوال نہیں ہوگا۔

جناب! میں نے ابھی ان سے confirm کیا ہے، میرے صوبے میں 35000 barrels یومیہ تیل پیدا ہوتا ہے اور انہوں نے خوشخبری بھی سنائی ہے کہ 35000 barrels اس سال کے آخر تک آ رہا ہے یعنی 70000 barrels صرف میرا صوبہ produce کرے گا۔ انہوں نے ابھی بتایا ہے کہ باقی ملک میں 65000 barrels یومیہ ہے، وہ بھی اس میں include ہوتا ہے تو خدارا! آپ کم از کم یہ تو کر سکتے ہیں کہ diesel پر levy نہ لیں، اس کو diesel پر less کریں۔ Gas پر pressure کم ہو جائے گا جو گھریلو صارفین کو gas مل رہی ہے، industry کو مل رہی ہے، Water and Power Ministry کو مل رہی ہے، جس سے electricity بنتی ہے تو کم از کم اس کو کم کر دیں۔ آپ ملک میں جو تیل produce کر رہے ہیں، اس کا منافع diesel کے لیے دے دیں تاکہ عام public کے لیے آسانی ہو اور اس آسانی سے ایک بہت بڑی مدد اس میں مل جائے گی۔۔۔ آگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔T11

T11-04SEP2012 FURQAN[ED.MOHSIN] 12.10P.M. ER8

سینیٹر محمد زاہد خان (جاری)۔ اور اس آسانی سے آپ کو اس مد میں بڑی مدد مل جائے گی۔ اس وقت میرے خیال میں تقریباً 34 لاکھ گاڑیاں گیس پر چل رہی ہیں، جس میں transportation والی بڑی گاڑیاں بھی چل رہی ہیں، اس سے آپ کو آسانی ہو جائے گی۔ ہم چونکہ اس حکومت کا حصہ ہیں اس لیے آپ کو suggestion دے رہے ہیں۔ خدارا ہماری اس suggestion پر اور اس ہاؤس کی recommendations پر غور کریں اور اسے مسئلہ نہ بنائیں۔ کل جب ہم عوام کے پاس جائیں گے تو ہم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ ڈاکٹر عاصم نے کیا کیا تھا یا اوگرا نے کیا کیا تھا اور اوگرا پیٹرولیم منسٹری کے under نہیں آتا تھا، وہ تو cabinet division کے under آتا ہے، چاہے کسی کے under بھی آتا ہو۔ ہم اس حکومت کے اتحادی ہیں، یہاں پیپلز پارٹی والے اور ہم سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں honourable Advisor صاحب سے التماس کرتا ہوں کہ آپ Prime Minister صاحب سے بات کریں کہ اگر وہ کچھ نہیں کر سکتے تو ڈیزل کی قیمتیں واپس لے لیں تاکہ عوام کو relief ملے اور آپ کے لیے بھی آسانی ہو۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب افراسیاب خٹک صاحب۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: شکریہ۔ جناب چیئرمین! حقیقت یہ ہے کہ جب سے یہ خبر منظر عام پر آئی ہے، اس سے ہمارے معاشرے میں خصوصاً جو غریب لوگ ہیں ان میں بڑی بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ جیسے زاہد خان صاحب نے کہا کہ پہلے سال میں بجٹ کے موقع پر مہنگائی ہوتی تھی لیکن اب ہر ہفتے مہنگائی کی ایک لہر اٹھا کرے گی، مہینے میں چار بار اور سال میں اڑتالیس بار ایسا ہوگا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ہمارے ملک کے غریب جو پہلے ہی برے حالات کا شکار ہیں، ہمارے ٹیکسوں کا نظام دیکھیں کہ بالواسطہ ٹیکسوں کے ذریعے غریبوں کا پہلے ہی بھرکس نکل چکا ہے، ان پر مہینے میں چار بار اور سال میں اڑتالیس بار جو مہنگائی کی لہریں آئیں گی تو اس کا اثر ہماری عوام پر کیا پڑے گا اور ایسے حالات میں جبکہ بیروزگاری کا بھی خاصا دور دورہ ہے، مہنگائی پہلے ہی بہت زیادہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ

ہمارے معاشرے میں جو مسائل ہیں، دہشتگردی ہے، انتہاپسندی ہے، اس میں ایک بہت بڑا factor ہمارے اقتصادی حالات ہیں۔ لوگ بیروزگار ہیں، مایوس ہیں، وہ جرائم کی دنیا کا رخ کرتے ہیں، انتہاپسندوں کے ہاتھ لگ جاتے ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں کتنا عدم استحکام ہے، اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہ حالات ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وقت آگیا ہے کہ اس کے بارے میں بنیادی فیصلے کیے جائیں۔ ہم قومی اقتصادی پالیسی بنائیں، اس کے لیے حکومت اور اپوزیشن مل کر بیٹھے اور یہ سوچے کہ ہم اگلے چار پانچ سال میں کیا کریں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس طرح سے حالات چلیں گے اور اگر کسی کا یہ خیال ہے کہ وہ یہ status quo indefinitely اسی طرح سے برقرار رکھ سکتا ہے تو وہ احمقوں کی جنت میں رہتا ہے کیونکہ اگر یہ لاوہ بڑھے گا تو زمین پھٹے گی اور زلزلے آئیں گے، جیسے ہماری اشرافیا کا یہ خیال ہے کہ وہ قیامت تک لوٹ مار میں لگے رہیں گے اور لوگ قیامت تک انتظار کریں گے۔ ہم جیسے باقی دنیا میں دیکھ رہے ہیں کہ لوگ اٹھیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو فوری طور پر اس کے بارے میں کوئی قدم اٹھانا چاہیے اور عوام کو relief دینے کے لئے package کا اعلان کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ حاجی محمد عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین شکریہ۔ بدقسمتی سے اس وقت اپوزیشن کا ایک حصہ ایوان سے باہر جا چکا ہے، اپوزیشن کے باقی ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے ساتھیوں کی تقاریر کے بعد اسحاق ڈار صاحب حسب معمول یہ کہیں گے کہ جناب آپ تو حکومت میں ہیں اگر آپ احتجاج کرتے ہیں تو حکومت چھوڑ کیوں نہیں دیتے۔ یہ ان کا ہمیشہ انداز ہوتا ہے۔ میں پہلے ہی اس کی وضاحت کر دوں کہ وہ آکر یہ کہیں۔ دیکھیں ہم حکومت میں ایک خاص معاہدے کے تحت ہیں، اس حکومت کے ساتھ ہمارا ایک سیاسی معاہدہ ہے اور ہم نے بار بار یہ وضاحت کی ہے کہ جو کام آپ ہمارے مشورے کے بغیر کریں گے تو ہم اس کے پابند نہیں ہیں اور یہی بات ہے کہ کئی مرتبہ ایسے bills آتے ہیں، جیسے یہ دہری شہریت کا bill تھا، ہم نے اس کی مخالفت کی، NRO جب آیا تھا، ہم نے اس کی بھی مخالفت کی تھی۔ جو کام ہمارے مشورے کے بغیر ہوگا ہمیں اسے کیوں support کریں۔

پچھلے سال تیل کی قیمتوں کے متعلق ایک کمیٹی بنی تھی، جس میں اپوزیشن بھی تھی اور میرے خیال میں کرنل صاحب نے اس کا حوالہ بھی دیا تھا۔ ہم نے meetings کیں اور آخری میٹنگ میں ہماری recommendations کو تسلیم ہی نہیں کیا گیا۔ اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ تین ماہ سے ایک ماہ اور ایک ماہ سے ایک ہفتہ ہو گیا۔ جیسا کہ میرے بھائی افراسیاب صاحب نے کہا ہے کہ ہر ہفتے ایک نیا ہنگامہ شروع ہو جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ ایک ساتھی نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ آپ آئل کمپنیوں کے منافعے دیکھ لیں، آپ پیٹرول اور CNG pumps کے منافعے دیکھیں، oil companies تو public limited companies ہیں، ان کے منافعے تو باقاعدہ اخباروں میں آتے ہیں، ان کے profit and loss کی balance sheet آتی ہے، وہ بے تحاشا منافع کما رہے ہیں۔ جب آپ قیمت بڑھاتے ہیں یا جب ڈالر کی قیمت بڑھتی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ کی income بھی بڑھ جاتی ہے، گورنمنٹ عوام کے لیے ٹیکس fix کر دے۔ اس سے تو عوام کو جرمانہ لگتا ہے اور اس کے بعد گورنمنٹ کو فائدہ ہوتا ہے۔ ایک اور بات کی طرف ہم نے اس کمیٹی میں بار بار اشارہ کیا کہ ان کے

امریکہ کے ساحل پر base rate غلط ہیں، ہم اسے تسلیم نہیں کرتے۔ یہ تیل تو گلف کے علاقے سے لیتے ہیں لیکن اس کا rates calculating system سمندروں کے اندر جو ریٹ ہوتا ہے وہ لیتے ہیں، جو یقیناً زیادہ ہوتا ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ گیس کی کوالٹی نہیں ہوتی، باہر کی دنیا میں پیٹرول کو گیس کہا جاتا ہے اور جو base rate calculate کیا جاتا ہے وہ امریکن سمندروں کے مطابق کیا جاتا ہے۔ پھر جو مختلف stages پر منافع ہیں، ایک سال پہلے کی بات ہے کہ ہم نے جب calculate کیا تھا تو ہمیں بڑا عجیب لگا کہ حکومت فائدہ اٹھا رہی ہے یا تیل کی کمپنیاں اٹھا رہی ہیں یا پھر پیٹرول پمپ والے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم نے بجٹ تقاریر میں بھی تجاویز دی تھیں اور میرے بھائی زاہد خان نے اشارہ بھی دیا ہے کہ ہماری جو natural gas ہے اس سے آپ بجلی بنائیں، کارخانے چلائیں۔ مشرف نے غلط فیصلہ کیا اور گلی گلی گیس کے pumps لگا دیئے۔ ایک آدمی 25 لاکھ کی گاڑی رکھتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں اس میں سستی گیس ڈالوں، وہ کیوں ڈالیں۔ چلیں آج کل جو رکشے ہیں ان کو دے دیجئے، چھوٹی ٹیکسیوں کو دے دیجئے۔ آپ دیکھیں کہ بڑی بڑی بسیں بھی گیس پر چل رہی ہیں، لوگوں کی قیمتیں گاڑیاں بھی گیس پر چل رہی ہیں۔ اس پر پابندی لگائیں۔ اس ملک میں چاہے گیس سے انرجی پیدا ہو رہی ہو یا بجلی سے پیدا ہو رہی ہو یا پیٹرول سے پیدا ہو رہی ہو۔ اس کا آپ فارمولا بنائیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین ایوان میں تشریف لائے)

سینیٹر حاجی محمد عدیل: ہم اسحاق ڈار صاحب کی واپسی کا خیر مقدم کرتے ہیں، وہ اکیلے گئے تھے، اب ساتھ ان کے ساتھی بھی آ گئے ہیں۔

جناب! اوگرا کا اتنا بڑا دفتر بنا ہوا ہے، میرے خیال میں ان کے Parliament halls سے بڑے ہیں، آپ جا کر ان کا فرنیچر دیکھیں، یہ سب خرچا عوام پر پڑتا ہے۔ اگر آپ کنٹرول نہیں کر سکتے ہیں تو یہ آئل کی منسٹری ختم کریں، open market میں اوگرا کو بھی ختم کریں۔ باہر کی دنیا میں ہوتا ہے کہ ایک پیٹرول پمپ سستا دیتا ہے اور دوسرا مہنگا دیتا ہے۔ کمپنیاں خود تیل منگوائیں۔ پاکستان میں پہلے ایسے ہوا کرتا تھا، پہلے تو یہ اوگرا نہیں ہوتا تھا، اسے منسٹری کنٹرول نہیں کرتی تھی اور لوگ مطمئن تھے۔ ہم ان کی تنخواہوں اور دفاتر کا بھی خرچ برداشت کر رہے ہیں، یہ سب ہم سے ہی نکالا جاتا ہے۔ ہم مشیر صاحب کو کہتے ہیں کہ یہ حکومت کو مشورہ دیں کہ آپ قیمت کم کریں، آپ tax ratio کی مد میں عوام کو relief دیں۔ اگر آپ کم نہیں کریں گے تو پھر ہم اس معاملے میں حکومت کی مخالفت کریں گے اور ڈٹ کر مخالفت کریں گے کیونکہ ہم نے عوام کے ساتھ کھڑا ہونا ہے۔ شکریہ۔

(T12 آگے)

T12-04SEP2012............FANI\ED(Altaf Sheikh)............12.20PM............UR12

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب شاہی سید صاحب! موجود نہیں ہیں۔ مولانا شیرانی صاحب آپ اسی پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی مولانا شیرانی صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ مجھے ساتھیوں کی بات سنتے ہوئے کچھ افسوس بھی ہوتا ہے اور کچھ تعجب بھی ہوتا ہے۔ آپ کو بخوبی علم ہے کہ جب امریکہ نے اپنی امداد کے لیے ایک بل منظور کیا جو لوگر بل کے نام سے ہے اس میں وہ تمام پابندیاں موجود ہیں کہ اگر کوئی ہم سے مدد لے تو اخلاقی، ثقافتی، تہذیبی، تعلیمی اور اقتصادی میدان میں اس نے کیا کیا کرنا ہوگا۔ اسی کیری لوگر بل میں ہمارے بارے میں پٹرولیم کی مصنوعات اور پٹرولیم کی قیمتوں کے بارے میں بھی اس میں وضاحت موجود ہے۔ آج بھی ہماری جو قیمت ہے وہ اس سے تین روپے کم ہے۔ میرے خیال میں ہماری حکومت وہ تین روپے بھی بڑھائے گی۔ بجائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے کو طعن وتشنی کا نشانہ بنائیں ہمیں اس پر سنجیدہ غور کرنا چاہیے کہ کیا ہم نے امریکہ کی امداد لینی ہے یا چھوڑنی ہے۔ اگر امریکہ کی امداد آپ لیں گے تو آپ ان ہی شرائط کے پابند ہوں گے جن کی کیری لوگر بل میں وضاحت کی گئی ہے۔ میں ان تمام حضرات کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ پہلے وہ کیری لوگر بل کا مطالعہ کریں، پٹرولیم کے بارے میں IMF کی جانب سے جو پابندیاں ہم پر لگائی گئی ہیں وہ معلوم کریں پھر ان کو پتا چلے گا کہ اس اندازے سے آج بھی تین روپے قیمت کم ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں نہ تو لوگوں کو دھوکے میں ڈالنا چاہیے اور نہ خود اپنے آپ کو بے وقوف بنانا چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب عبدالحسیب خان صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: شکریہ جناب چیئرمین! سارے ممبران خوابوں کے محل تعمیر کرتے ہیں علاج غم نہیں کرتے۔ فقط تقریر کرتے ہیں ۔ پٹرول پر ہم نے جتنی تقریریں کی ہیں وہ ریکارڈ پر موجود ہیں۔ دہشت گردی کے دو رخ ہیں ایک گولی کے ذریعے اور دوسرا غیر قانونی اقدامات کے ذریعے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پٹرولیم میں جو اضافہ کیا جاتا ہے یہ بھی اصل میں ایک پٹرول بم ہے جو آپ ایک ہی وقت میں غریبوں پر بھی ڈالتے ہیں اور اسی کو آپ انڈسٹری کے علاقے میں بھی پھینکتے ہیں تاکہ وہاں پر بھی معیشت کی بربادی ہو اور وہاں سے اور لوگ نکل کر سڑکوں پر آئیں۔ اس مسئلے کی اصل وجہ یہ ہے کہ پارلیمنٹ سپریم ہے اور سینیٹ اس پارلیمنٹ کا حصہ ہے۔ شکایت کی جاتی ہے کہ وزیر صاحب تشریف نہیں لاتے، میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ ہمارے وزیراعظم صاحب ایک مرتبہ بھی یہاں تشریف نہیں لائے، جب وہ آئیں گے تو میرے خیال میں شاید وزیر صاحب بھی تشریف لائیں۔

جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ اوگرا کیا ہے۔ ہم نے یہ وجہ معلوم کرنی ہے کہ پٹرول کی قیمتیں بڑھتی کیوں ہیں اور اس کے لیے اقدامات کیوں نہیں کیے جاتے تو اس میں اصل بات ہے اوگرا کے کردار کی۔ کیا اوگرا Government Organization ہے یا یہ اتھارٹی ہے۔ اس کا فیصلہ کرنا پڑے گا کیونکہ اوگرا کے اندر جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کیا وہ پورے پاکستان کی community کو صحیح طریقے سے represent کرتے ہیں، غریب کو، انڈسٹری کو، معیشت کو تو یہ دیکھنا پڑے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اوگرا اپنا کام نہیں کر رہی اور اوگرا ایک independent authority نہیں ہے بلکہ وہ باقاعدہ حکومت کے ساتھ شامل ہے تو میری تجویز یہ ہے کہ کسی طریقے سے بھی اوگرا کو re-constitute کیا جائے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم اپنے stakeholders سے مشورہ کریں۔ میں وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس بات پر بھی غور کریں کہ جب آپ قیمتیں بڑھاتے ہیں تو ایک کمرے میں بیٹھ کر قیمتیں بڑھانا یہ پٹرول بم کے مطابق ہے اس کے لیے Stakeholders and Parliamentarians کے ساتھ بیٹھ کر مشورے کے ساتھ اس پر عمل کیا جائے اور ایک فارمولا بنایا جائے۔ آپ کو page

mark کرنی چاہیے جو آپ یہ بھتہ ٹیکس لیتے ہیں اس کو بھی چاہیے کہ آپ fix کر دیں۔ میں وزیر صاحب کو تجویز پیش کر رہا ہوں کہ ساٹھ ڈالر پر آپ اپنی ڈیوٹی کو fix کر دیجئیے۔اس کے بعد جب difference of prices ہوتا ہے اس کو خالی بڑھا کر اس کا impact petrol price میں دیجیئے لیکن taxes جو ہیں وہ 60 Dollars سے اوپر نہیں جانے چاہییں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب الیاس احمد بلور صاحب۔kindly be brief تاکہ باقی دوستوں کو بھی موقع مل سکے۔ we can have response from the Advisor also.

سینیٹر الیاس احمد بلور: بات یہ ہے کہ ابھی میں کھڑا ہی نہیں ہوا تو آپ نے پہلے ہی قدغن لگا دی ہے۔ آپ کہتے ہیں تو میں تقریر ہی نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: میں نے آپ سے گزارش کی ہے۔ آپ ضرور تقریر کریں لیکن باقی دوستوں کا بھی خیال رکھیں۔ جی۔

Senator Ilyas Ahmad Bilour: With due respect sir, let me say,this is my subject I have to speak on it.

اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طریقے سے انہوں نے قیمتیں بڑھائی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جیسے سب بھائیوں نے کہا ہے کہ انہوں نے عوام پر ایک پٹرولیم بم پھینکا ہے۔ میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں جیسے حاجی عدیل صاحب نے کہا کہ ہم اتحادی ضرور ہیں لیکن ہم ایسے اتحادی نہیں ہیں کہ ہم ہاتھ پاؤں باندھ کر ان کے نوکر بن گئے ہیں۔انہوں نے اس دن اپنے بیان میں کہا کہ اگر پارلیمنٹ چاہے تو اس کو کم کر سکتی ہے۔ آج اس کو پارلیمنٹ میں لے آئیں ہم پارلیمنٹ میں اس کے خلاف ووٹ دیں گے کہ اس کو کم کیا جائے۔ سب سے زیادہ ووٹ ہوں گے کہ ان قیمتوں کو کم کیا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک قیامت ہے عوام کے لیے۔

برنٹ انگلینڈ کا ایک سٹاک ایکسچینج ہے اس کا ریٹ 120 سے 90 تک آیا اس وقت انہوں نے اس قیمت کو اتنا کم نہیں کیا۔ ابھی 90 سے 112 تک گیا ہے انہوں نے قیمتوں میں اتنا اضافہ کر دیا ہے جس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ مجھے ساری چیزوں کا پتا ہے USA کا جو تھا وہ 98 تھا اس سے وہ 80 پر آیا لیکن اس وقت انہوں نے قیمتیں کم نہیں کیں۔ میں آپ کو واضح طور پر بتانا چاہتا ہوں اور میں کئی مرتبہ پہلے بھی اس ایوان میں کہہ چکا ہوں کہ ہماری پیپلز پارٹی کی ایک سینیٹر صاحبہ تھی جن کا نام رخسانہ زبیری صاحبہ تھا انہوں نے پوری تفصیل بنائی تھی، ان کے گھر پر چھاپہ مارا گیا، ان کے کمپیوٹر سے سب کچھ نکال لیا گیا تھا، ان کے پاس ابھی بھی detail موجود ہے یہ اوگرا جو ہے یہ آئل کمپنیوں سے ملی ہوئی ہے۔ خدارا! اس اوگرا کو یہ power نہ دیں یہ power پہلے وزارت پٹرولیم کے پاس تھی یہ انہوں نے اس کو دے دی ہے۔ میں آپ کو کیا بتاؤں کہ جو کمپنی اپنا سرمایہ لے کر آئی ہے وہ دو سو گنا سے زیادہ سرمایہ واپس لے جا چکی ہے یہ کہاں سے لے گئی ہے یہ ہمارا اور ہماری عوام کا خون تھا۔ اگر اس کو آج ایوان میں پیش کریں تو میں چیلنج کرتا ہوں کہ پورے ایوان میں سے ستر فیصد اس کے حق میں ووٹ دیں گے کہ قیمتیں کم کی جائیں۔ قیمتیں زیادہ ہونے سے انڈسٹری خراب ہوتی ہے، اشیاء ضروریہ کی قیمتیں بڑھتی ہیں۔ جیسے حسیب صاحب نے کہا اس کا بہتر طریقہ یہی ہے کہ یہ ایک ریٹ رکھیں کہ اس ریٹ تک ہو گا۔ ابھی جب ریٹ زیادہ ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ٹیکس بھی زیادہ ہوتا ہے، اس کے ساتھ سیلز ٹیکس بھی زیادہ ہوتا ہے۔ یہ ایک ریٹ رکھ لیں چاہے اسی ڈالر رکھ لیں۔

میں ایک دوسری بڑی اہم بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کمپنیاں ہوتی ہیں، ہر ایک کمپنی کے پاس پائپ لائن میں تین مہینے کا مال ہوتا ہے۔ ہم جو چھوٹے چھوٹے مینوفیکچررز ہیں ہم بھی اپنی پائپ لائن میں تین مہینے کا مال رکھتے ہیں۔ جو پرانا مال ہے اس کو تو یہ سستے ریٹ پر فروخت کر دیتے۔ ان ہی چیزوں سے تو پیسا کمایا جاتا ہے۔ آج جو ریٹ بڑھایا ہے اگر برنٹ کا ریٹ آج 112 ہوا ہے اور امریکن کا ریٹ 94 ہوا ہے تو وہ مال جب آئے گا تو اس میں مہینے لگیں گے جو پائپ لائن میں مال تھا اور جو اسی ڈالر میں لیا ہوا تھا، جو 92 ڈالر میں لیا ہوا تھا اس کو تو سستے ریٹ پر فروخت کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ اتنا منافع کما رہے ہیں۔ آپ کسی ایک کمپنی کی بیلنس شیٹ اٹھا کر دیکھ لیں ان میں پچاس بلین، ساٹھ بلین، سو بلین کا منافع ہو گا اور وہ کہاں سے آیا، میرا اور میرے غریب عوام کا پیسا ہے۔ کسی جگہ پر ریٹ fix کر دیں اور اس ریٹ یعنی اسی ڈالر کے بعد جو ریٹ بھی بڑھے اس کا ٹیکس اسی تک ہی دیا جائے گا۔

آگے جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔T13

12:30 noon ER5/Rafaqat Waheed/Ed:Mubashir T13-04Sep2012

سینیٹر الیاس احمد بلور: (جاری) کسی جگہ پر rate fix کر دیں۔ 80 کے بعد جو rate بھی بڑھے، اس کا ٹیکس 80 تک لیا جائے۔ حکومت direct taxes لے نہیں سکتی، اس میں اتنی capability نہیں ہے کہ direct taxes لے جبکہ indirect taxes کے ذریعے پاکستان کو rule کر رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت زیادتی والی بات ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ بلور صاحب۔ رفیق رجوانہ صاحب۔

Senator Malik Muhammad Rafique Rajwana: Thank you very much Mr. Chairman. Before taking the start, my all sympathies are with the honourable Minister as he has to do an unpleasant job to defend the Government on this issue.

جناب! کافی سیر حاصل بحث ہوئی بلکہ میں ابھی سوچ رہا تھا کہ اتنے عرصے سے عوام پر جبر کیا جا رہا ہے، قیمتوں میں اضافہ، بے روزگاری، بدامنی اور آج کے topic کے حوالے سے، تو میں suggest کرتا ہوں کہ پاکستان کے عوام کا نام Guinness Book of the World Record میں آنا چاہیے کہ ان کی برداشت دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ اتنے بوجھ کے باوجود یہ عوام سسک سسک کر جی رہے ہیں، اس ملک میں خون سستا اور تیل مہنگا ہے۔ انتہائی شرم کی بات ہے کہ اتنا خون بہہ رہا ہے، تیل کی مہنگائی ہے اور ملک کے یہ حالات ہیں۔

ابھی بات ہو رہی تھی کہ شاید کبھی پارلیمنٹ میں ذکر ہوا کہ price بڑھائیں گے تو پارلیمنٹ سے پوچھیں گے، میں یہ کہتا ہوں کہ پارلیمنٹ کی supremacy کی بات تو صرف اس وقت کی جاتی ہے جب Judiciary سے جھگڑا ہو یا Judiciary کو malign کرنا ہو۔ اس وقت slogan ہوتا ہے کہ پارلیمنٹ supreme ہے۔

جناب! میں یہ بھی احساس کر رہا ہوں کہ کیا ان تقریروں کا کوئی فائدہ بھی ہو گا؟ جیسے ابھی حسیب خان صاحب نے فرمایا کہ ان تقریروں کا کیا فائدہ ہو گا سوائے اس کے کہ ہم press میں projection لے لیں گے یا میڈیا میں projection لے لیں گے لیکن عوام کو کیا دیں گے؟ ابھی اے این پی کے بہت معزز

حضرات تقاریر کر رہے تھے اور احتجاج بھی کر رہے تھے۔ میں کہتا ہوں بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے حکومت کا، آئیں عوام کے ساتھ مل کر احتجاج میں شامل ہوں، حکومت کو چھوڑ دیں، بہت حکومت کر لی ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی۔ وہ نہ ہو کہ:

رند کے رند رہے، ہاتھ سے جنت نہ گئی

جناب عالی! اس اضافے کا جو effect ہے، آپ دیکھیے، everybody knows کہ agriculture پر اس کے اثرات پڑتے ہیں۔ میرا چونکہ rural اور south background سے تعلق ہے، زراعت تباہ ہو گئی ہے۔ بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے باعث ٹیوب ویل نہیں چلتے۔ ڈیزل اتنا مہنگا ہے کہ ٹریکٹر پر ٹیوب ویل چلائیں تو وہ viable نہیں ہے۔ آپ ہل چلانے کے لیے ٹریکٹر چلائیں، ڈیزل استعمال کریں تو وہ viable نہیں ہے۔ زراعت پاکستان کی backbone ہے۔ اسی طرح انڈسٹری کو دیکھ لیں۔ مہنگائی ہے، بے روزگاری ہے اور بے روزگاری کے باعث crimes بھی بڑھ رہے ہیں۔ انہی حالات کی وجہ سے capital flight ہے، brain drain ہے، پاکستان سے دنیا کے دوسرے ملکوں میں لوگ جا رہے ہیں۔ کیا حکومت نے ابھی تک کچھ کیا؟ حکومت یہ بتائے کہ اس petrol کی قیمت میں کون سی levies ایسی ہیں جن کا قیمت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ عوام کو دھوکے میں مت رکھیں۔ وہ levies تو ہمارے بس میں ہیں۔ اگر آپ prices کو international inflation سے، dollar price سے اور international prices of oil سے relate کرتے ہیں، the levies being levied by the Government of Pakistan on petroleum products can be decreased.

دوسری بات یہ ہے کہ اسی اضافے سے گیس کی قیمتیں بھی بڑھ گئیں۔ سی این جی کے case میں آپ دیکھیں کہ despite the ban on issuance of new licenses for CNG stations, the new licenses were issued and no action has been taken so far. کرپشن اور رشوت ہر بڑے کام میں چل رہی ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی، خدا کے لیے اس قوم پر مزید ظلم مت کیجیے۔ اس قوم کو اب جینے اور سانس لینے کی اتنی سزا مت دیں۔ وہ جینے کے لیے یہ سزا بھگت رہے ہیں کیونکہ روح اور جسم کا رشتہ انہوں نے برقرار رکھنا ہے۔ میں آپ کے اور اس معزز ایوان کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ اس معاملے پر کوئی effective steps لیں۔ تقریریں کر کے تو تمام صاحبان چلے جائیں گے۔ تقریروں سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ اس ملک میں آپ دیکھیں، ابھی امن عامہ کی صورتحال پر جو بحث ہونی ہے، جب آپ یہ اجلاس conclude کریں گے what will be the result of that? The answer should come with a conclusion, a result and a result oriented policy. پھر دیکھیں، وزیرِ خزانہ صاحب کی بات ہو رہی تھی۔ Part time کی بجائے کوئی permanent وزیرِ خزانہ صاحب رکھ لیں اور باہر سے منگوانے کی بجائے اپنے ملک کا بنا ہوا کوئی وزیر خزانہ ڈھونڈ لیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ حافظ حمد اللہ صاحب۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: شکریہ جنابِ چیئرمین۔ ایک اہم موضوع پر جس کا تعلق عوام سے ہے، بحث اور مذاکرہ ہو رہا ہے۔ میں چند گزارشات ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

گزارش یہ ہے کہ ایک اچھی حکومت کا نصب العین کیا ہوتا ہے ؟ اچھی اور جمہوری حکومت کا نصب العین یہ ہوتا ہے کہ عوام کو تحفظ دینا، ان کے مصائب اور مشکلات میں کمی لانا، اس کے ساتھ ساتھ ان کی زندگی کے لیے سہولتیں اور آسانیاں پیدا کرنا۔ کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس جمہوری حکومت نے، جس کو ساڑھے چار سال ہو چکے ہیں، عوام کے مصائب اور مشکلات میں زیادتی کی ہے یا کمی کی ہے ؟ کیا ہم قوم کو اور عوام کو اس کا جواب دے سکتے ہیں کہ اس ساڑھے چار سالہ جمہوری حکومت میں ہم نے عوام کے مفادات کا تحفظ کیا ہے یا اپنے سیاسی مفادات کا تحفظ کیا ہے۔ ہم نے عوام کے مفادات کو اپنی ترجیحات میں رکھا ہے یا اپنے پارٹی کے مفادات کو اپنی ترجیحات میں رکھا ہے ؟ کیا ہم نے عوام کو امن دیا؟ نہیں دیا۔ کیا ہم نے عوام کو معیشت دی؟ نہیں دی۔ کیا ہم نے عوام کو سستی ٹرانسپورٹ دی؟ نہیں دی۔ کچھ بھی نہیں دیا۔ جب آپ کی بجلی کی لوڈشیڈنگ، آپ کی معیشت، آپ کی سیاست، آپ کی مہنگائی یہاں تک پہنچ چکی ہیں کہ عوام تنگ آمد، بجنگ آمد پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اب آپ خود بتائیں کہ لوگ جمہوریت کو گالی دیں گے یا نہیں ؟

مشرف کے زمانے میں، جو آمریت کا دور تھا، گھی کی قیمت 55روپے فی کلو تھی۔ آج اسی ایک کلو گھی کی قیمت 165روپے ہے۔ ایک عام آدمی سے آپ سوال کریں کہ کیا وہ آمریت کا دور اچھا تھا یا آج کا جمہوری دور اچھا ہے۔ اس زمانے میں 165روپے میں تین کلو گھی ہم خرید سکتے تھے جبکہ آج اسی 165روپے سے ہم صرف ایک کلو خرید سکتے ہیں۔ اس غریب آدمی کا جواب کیا ہو گا۔ اگر وہ یہ جواب دے کہ میرے لیے وہ آمریت اِس جمہوریت سے بہتر تھی، کیا یہ ہمارے جمہوری اداروں، ہماری جمہوری پارٹیوں اور ہماری جمہوریت کے ماتھے پر ایک کالک ہے یا نہیں ؟ ہم عوام کو کیسے جواب دیں گے ؟

میں مولانا شیرانی صاحب کی اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ اس مہنگائی کی بنیادی وجہ کیری لوگر بل ہے، وہ تفصیلات ہیں جو امریکہ نے ہم پر شرائط رکھی ہیں کہ آپ نے تمام چیزوں کی جس میں پیٹرول اور ڈیزل شامل ہے، یہاں تک قیمت بڑھانی ہو گی۔ ادھر جو ہم اس ایوان میں بات کرتے ہیں، میرے خیال میں ادب کے ساتھ، ہم سچ نہیں بولتے۔ کوئی OGRA پر انگلی اٹھاتا ہے، کوئی وزیر پر انگلی اٹھاتا ہے لیکن اصل حقائق یہ ہیں کہ ایک اژدھا پیچھے بیٹھا ہے جو آپ کا خون چوس رہا ہے۔ آپ کی معیشت کو خراب اور آپ کی سیاست کو غیر مستحکم کرنا چاہتا ہے۔

تجاویز یہ آئیں کہ ابھی عوام کو اس دلدل سے کیسے نکالنا ہے ؟ اس مہنگائی سے کیسے نکالنا ہے ؟ عوام اس بات پر مجبور ہو گئے کہ جمہوریت کو گالی دیں اور سیاستدانوں کو ٹماٹروں اور پتھروں سے ماریں۔ لوگ مشرف اور آمریت زندہ باد کے نعرے لگا رہے ہیں۔ اس کے لیے کوئی کہتا ہے کہ ٹیکس لگانا چاہیے اور کوئی کہتا ہے کہ ٹیکس کے دائرے کو وسعت دینی چاہیے۔ میں آپ کے سامنے دو تین تجاویز رکھتا ہوں۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں سیاسی رشوت کے طور پر جو 70ارب روپے رکھے گئے ہیں، وہ بجلی کی مد میں دے دیں۔ فائدہ تو عوام کو پہنچے گا۔ ہم تو عوامی لوگ ہیں۔ ہم تو سیاسی نعرے نہیں لگا رہے ہیں۔ روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ ہم لگا رہے ہیں۔ 70ارب روپے سے متعلق مشیر پیٹرولیم کا بیان میری نظر سے گزرا کہ پارلیمنٹ فیصلہ کرے اور subsidy دے۔ جناب! subsidy کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے 70ارب روپے اپنے منظورِ نظر افراد کو دینے کے لیے اور الیکشن کے لیے، بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں رکھے ہیں۔ ہم ملک کو بھی الیکشن کے نقطہ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کراچی میں ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی تقریباً ایک سال سے سر جوڑ کر بیٹھی ہیں کہ بلدیاتی نظام کو کس طرح بنانا ہے۔ اختیارات پر بات ہو رہی ہے، power sharing پر بات ہو رہی ہے، اس پر بات نہیں ہو رہی کہ کراچی میں خون کیوں بہہ رہا ہے------

(جاری۔۔۔۔۔۔۔T14)

T14–4th September 2012 ER/4/Bhatti/ED: A. Rauf Khan 12:40 p.m.

سینیٹر حافظ حمد اللہ: (جاری۔۔۔۔T13) وہاں اختیارات اور power sharing پر بات ہو رہی ہے، اس پر بات نہیں ہو رہی ہے کہ کراچی میں خون کیوں بہہ رہا ہے؟ اس پر بات ہو رہی ہے کہ supreme کون ہے؟ سپریم کورٹ ہے، آئین ہے، پارلیمنٹ ہے، کون ہے؟ اختیارات کی جنگ ہے۔ جب سیاسی مفادات کی بات آتی ہے تو دہری شہریت کا Bill آجاتا ہے۔ ہماری حس یہ ہے کہ یہاں جتنے بھی ذمہ دار لوگ ہیں وہ ایوان میں نہیں آتے، جب وقفہ سوالات ہوتا ہے تو کوئی وزیر نہیں ہوتا۔ اپوزیشن رو رو کر، چیخ چیخ کر احتجاج کرتی ہے، ہم یہاں تک محسوس کر رہے ہیں، کہتے ہیں کہ کچھ بچوں کو باہر سے کچھوا ملا، وہ اسے گھر میں لے آئے اور اپنے باپ کو دکھایا کہ یہ کیا ہے تو والد نے انہیں ایک مرتبہ غصہ کیا پھر خود رو دیا، انہوں نے پوچھا کہ غصہ کس چیز پر کیا اور کس چیز پر رونا آیا؟ باپ نے کہا کہ میں غصہ اس پر کر رہا ہوں کہ آپ اسے بھی نہیں جانتے اور روتا اس پر ہوں کہ میں خود بھی نہیں جانتا کہ یہ کیا چیز ہے۔ لہٰذا ہم خود بھی نہیں جانتے کہ آیا جس ایوان میں ہم بیٹھے ہیں یہ صرف debating club ہے۔ ہم سناتے تو ہیں، آپ کو یاد ہے کہ رمضان المبارک میں بلوچستان کے مسئلے پر چار دن بحث مباحثہ ہوا پھر نوید قمر کی سربراہی میں بلوچستان میں ایک کمیٹی گئی، وزیر داخلہ نے دو دن تقریر کی اس کا کیا نتیجہ نکلا؟ کچھ بھی نہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا لیکن ہم صرف اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے لیے یہاں کھڑے ہیں۔ لہٰذا پہلے Benazir Income Support Programme کے ستر ارب وہاں جمع کریں۔ دوسری بات یہ کہ ایوان صدر، ایوان وزیر اعظم، وزارت داخلہ، وزارت اطلاعات و نشریات میں جو اربوں روپے کے secret funds ہیں، وہ ادھر جمع کرائے جائیں۔ تیسری بات یہ کہ جناب فصیح بخاری صاحب جو نیب کے چیئرمین ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں روزانہ آٹھ ارب روپے کی کرپشن ہو رہی ہے، اس کرپشن کو بند کریں، آپ کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، ہمایوں صاحب! آپ ابھی تشریف لائے ہیں، already list maintained ہے، Shah Sahib is the second last speaker اور آپ آخری مقرر ہیں۔ اس کے بعد ہم Advisor Sahib سے response لیں گے۔ جی سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ اس کار ثواب میں جس میں آج پاکستان کی پارلیمنٹ کا ایوان بالا موجودہ حکومتِ وقت کو لتاڑ رہا ہے اور اس کو مزید بھی لتاڑا جائے گا کہ پیٹرولیم کا عذاب نازل ہو چکا ہے جس پر آج پاکستان کا بچہ بچہ رو رہا ہے، چیخ رہا ہے، چلاّ رہا ہے لیکن کس کے آگے؟ بھینسوں کے آگے۔ ایسے پتا چلتا ہے کہ بھینسوں کی حکومت ہے کہ جس طرح کہا جاتا ہے کہ بھینس کے آگے بین بجانا بے سود ہوتا ہے۔ اسی طرح لگتا ایسے ہے کہ اس حکومت کے سامنے پورے ملک کا چیخنا اور چلانا بے سود ہے لیکن کیا کریں جب درد ہوتا ہے تو چیخنا پڑتا ہے، یہ ایک natural process ہے کہ جب انسان کے دماغ یا جسم کو درد ہوتا ہے تو وہ چیختا ہے۔

جناب چیئرمین! مختلف تجاویز بھی آئیں، اب کس کس کے حوالے بتائے جائیں، پانچ سال آپ کے اور اس سے پہلے کے پانچ سال، یہ پانچ سال جمہوریت کے اور پچھلے پانچ سات سال آمریت کے اور اس دوران کس کس جگہ پر کیسے کیسے قیمتیں بڑھیں اور کہاں پہنچ گئیں؟ ابھی ایک ممبر Advisor

Sahib کے حوالے سے فرما رہے تھے کہ subsidy دی جائے۔ کچھ تجاویز تھیں کہ Benazir Income Support Programme کا سرمایہ ادھر لگا دیا جائے۔ جناب والا! میں یہ کہوں گا اور جناب بہتر جانتے ہیں کہ ان پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں بڑھانے کے بعد اور میں یہاں یہ بات کرتا جاؤں کہ 1999 میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کا ایک آمر نے تختہ الٹا تھا، اس وقت ڈیزل کی قیمتیں ویسے بھی پیٹرول سے کم ہوا کرتی تھیں لیکن اس وقت اس کی فی لیٹر قیمت دس روپے دس یا بارہ پیسے تھی، یہ ریکارڈ کی بات ہے، اگر غلط ہے تو Advisor Sahib deny کر سکتے ہیں۔ اب اتنے عرصے کے دوران یہ بھی admitted fact ہے کہ ڈیزل کی قیمت پیٹرول سے آگے چلی گئی ہے۔ پیٹرول اور ڈیزل کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو اس کے بعد کیا قباحتیں پیدا ہوتی ہیں جو Pakistan directly کے شہری پر اثر پڑتا ہے، آپ اس کے نتائج دیکھیں کہ جونہی قیمت بڑھتی ہے، وہ stock holders, وہ پیٹرول پمپ والے جن کے پاس سو روپے فی لیٹر میں خریدا ہوا مال پڑا ہوتا ہے یک لخت اس کی قیمت پندرہ بیس روپے بڑھ جاتی ہے تو ان کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں لیکن جس ٹیکسی والے، جس رکشے والے، جس سوزوکی والے کی جیب میں ہی اتنے پیسے ہیں کہ وہ ایک، دو یا تین لیٹر سے زیادہ پیٹرول نہیں ڈلوا سکتا تو اس پر جو قیامت گزرتی ہے، وہ ایک الگ کہانی ہے۔ جب وہ پیٹرول ڈلوا لیتا ہے اور مارکیٹ میں جاتا ہے تو یک لخت کرائے بڑھتے ہیں۔ وہ گھر سے چلا ہوا مزدور جس کی جیب میں دس یا پندرہ روپے ہی ہوتے ہیں کہ میں نے راولپنڈی سے اسلام آباد، اسلام آباد سے راولپنڈی یا ٹینچ بھاٹہ جانا ہے تو جب وہ بیٹھتا ہے تو سوزوکی والا یا ویگن والا یہ کہتا ہے کہ جناب کرایہ پچاس روپے ہے، پہلے تو اس کے ہوش ہی ٹھکانے نہیں رہتے، وہ جیب میں ہاتھ مارتا ہے پچاس روپے تو ہوتے نہیں، اس پر لڑائی ہو جاتی ہے، بات تھانے تک چلی جاتی ہے، کچھ تھانے والے لوٹ لیتے ہیں، FIR لکھی جاتی ہے، معاملہ کچہری تک چلا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں تو آج معاف کرتا ہوں کہ یہ پیٹرول اور ڈیزل کی قیمتیں بڑھاتے ہیں۔ سی این جی industry کے ساتھ جو کچھ ہوا کہ اربوں روپے لگا کر لوگ آج بے بس بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ اسے لوہے کے scrap کے حساب سے بیچ کر دکانیں بنا رہے ہیں۔ جناب کو بخوبی علم ہوگا، آپ کے ووٹروں، سپورٹروں اور دوستوں کے بھی CNG Stations ہوں گے، آپ ان سے پوچھیں کہ ان پر کیا بیت رہی ہے؟ میں عرض کر رہا تھا کہ میں نے معاف کیا، آپ اور بڑھالیں، میں ایک تجویز بھی دوں گا۔ جناب چیئرمین! مٹی کا تیل، آگے تیل ہے پیچھے مٹی کا لفظ ہے۔ مٹی کے تیل سے نہ کارخانے چلتے ہیں، نہ مٹی کے تیل سے کوئی نوٹ بنتے ہیں، نہ مٹی کے تیل سے ڈالر بنتے ہیں۔ میں آپ کو مٹی کے تیل کے فوائد عرض کرنا چاہتا ہوں اور آپ بخوبی جانتے ہوں گے کیونکہ آپ کا تعلق بھی دیہات سے اور زراعت سے ہے۔ سارے پاکستان میں بجلی نہیں ہے، ایک لحاظ سے تو نہیں ہے کہ جہاں پر ہے وہاں بھی نہیں جل رہی اور وہ مٹی کا تیل جھونپڑیوں سے سفر کر کے ایوانوں، کوٹھیوں اور بنگلوں میں آگیا ہے۔ میں بنگلوں کا بھی نمائندہ نہیں ہوں، میں تو اس جھونپڑی والے کی بات کر رہا ہوں جہاں وہ چار آنے کا تیل لے کر مٹی کے دیے میں مفت روئی سے لے کر اسے آگ لگا دیتا ہے اور دیا جلے ساری رات، اس کے گھر میں روشنی رہتی ہے۔ وہ اسی روشنی میں اپنا کچن چلاتا ہے، اسی روشنی میں اس کے بچے پڑھتے ہیں، میں اس مٹی کے تیل کی بات کر رہا ہوں، انہوں نے اس مٹی کے تیل کی قیمت بڑھا کر پیٹرول اور ڈیزل کی قیمت سے آگے کر دی ہے۔ جناب والا! جو حکومت غریب آدمی کے مٹی کے دیے کو بھی بجھا دے، کیا اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے عوام پر۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں ظہر کی اذان سنائی دی)

(جاری------T15)

T15-04Sep2012 Ashraf/Ed.Altaf Er.3 1250

(اذان ظہر کے بعد کے اجلاس کی کارروائی)

جناب چیئر مین: جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: مہربانی جناب، میں صرف ڈیڑھ دومنٹ اور لوں گا۔ جناب چیئر مین! میں مٹی کے تیل کی بات کر رہا تھا اور لوڈ شیڈنگ کا ایک الگ عذاب ہے، وہ ایک الگ chapter ہے۔ اس کے بعد کوٹھیوں والوں، شہر والوں نے بھی مٹی کا تیل خریدنا شروع کر دیا۔ جس وقت کسی وکیل، انجینئر یا کسی حکومت کے ملازم کا گھر پر پڑھنے کا موڈ ہوتا ہے تو اس وقت بجلی نہیں ہوتی اور جب وہ سو رہا ہوتا ہے تو بجلی آدھے گھنٹے کے لئے آ جاتی ہے۔ لوگوں نے لالٹینیں لے لیں اور ان پر انہوں نے پڑھنا شروع کر دیا اور اپنے دفتری کام اور professional کام لالٹن پر سرانجام دینا شروع کر دیئے۔ میں نے خود لالٹن رکھی ہوئی ہے۔ لوگوں نے مٹی کا تیل استعمال کرنا شروع کر دیا لیکن یہ government کو برداشت نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں، یہ جھونپڑی سے لے کر بڑے مکانوں اور شہروں تک ہم مکمل اندھیرا دیکھنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئر مین! حکومت کے اس شوق پر ایک تجویز میرے ذہن میں آئی ہے۔ اس سے حکومت کا کچھ شوق بھی پورا ہو جائے گا اور کچھ پاکستانی عوام کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا کہ اگر حکومت وقت صرف چوبیس گھنٹے کے لئے یہ اعلان کر دے کہ جناب چوبیس گھنٹے کے اندر اندر جس کسی نے ہائی اوکٹین یا پٹرول خریدنا ہے وہ ایک روپے لٹر کے حساب سے خرید لے لیکن وہ دو لٹر سے یا تین لٹر سے زیادہ نہیں خرید سکتا اور ساتھ شرط یہ لگا دیں کہ دو تین لٹر کا استعمال کیا ہو گا اور چوبیس گھنٹے گزرنے کے بعد ایک ہزار روپے لٹر پٹرول ہو گا تاکہ لوگوں کو بھی سمجھ لگ جائے۔ ان کو اپنا مستقبل بھی نظر آ جائے اور حکومت کی اس رعایت کا فائدہ اٹھانے کا بھی وہ کچھ سوچ لیں۔ حکومت جب یہ اعلان کرے تو کہے جناب کہ دو روپے کا دو لٹر پٹرول لے لیں اور اٹھارہ کروڑ عوام کے لئے چوبیس گھنٹے کا ٹائم ہے کہ وہ لے کر اپنے اوپر انڈیل کر خودکشی کر کے فارغ ہو جائیں۔ اس طرح اٹھارہ کروڑ عوام سے آپ کی جان بھی چھوٹ جائے گی۔ آپ بھی مزے کریں گے اور کھلی حکومت کریں گے اور اٹھارہ کروڑ عوام بھی آپ کا شکریہ ادا کر کے اپنے اوپر دو روپے لٹر والا تیل ڈال کر مر جائیں گے۔ Thank you very much, Chairman Sahib.

Mr. Chairman: Mr. Humayun Khan Sahib.

سینیٹر محمد ہمایوں خان: .Thank you sir میں POL prices increase ہوئی ہیں اس موضوع پر اپنے دوستوں کو جو اس کے خلاف ہیں ان کو support کروں گا۔

جناب! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ لگتا ہے کہ حکومت نے اپنا revenue بڑھانے کے لئے POL پر levies بڑھانے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ Sir, revenue بڑھانے کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ indirect taxes سے غریب عوام پر بڑا فرق پڑتا ہے۔ اس سے اشیائے خوردنی مہنگی ہوتی ہیں،

construction material مہنگا ہوتا ہے۔ ہر چیز، ٹرانسپورٹ وغیرہ جو شاہ صاحب اور دوسرے دوستوں نے ذکر کیا ان سب چیزوں پر فرق پڑتا ہے۔ اگر آپ نے revenue بڑھانا ہے تو تین چار items کو کنٹرول کر لیں تو میرا خیال ہے اس سے آپ کا revenue کئی گنا بڑھ جائے گا۔ ساڑھے چار سو ارب روپے کی کرپشن FBR کرتا ہے۔ اگر آپ FBR میں reforms through administrative measures کریں اور اس کو کنٹرول کریں تو ساڑھے چار سو ارب نہ سہی تین سو ارب تو وہاں سے save ہو جائیں گے۔ ڈھائی سو ارب کی inefficient policies of taxation کو اگر آپ بہتر کریں تو وہاں سے آپ کو مل جائیں گے۔ تین سو ارب روپے کی جنرل کرپشن ہوتی ہے اور ساڑھے تین سو ارب روپے آپ کے public sector enterprises سالانہ نقصان کرتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں ایسی ہیں جو as good governance and administrative measures سے ان کے اچھے سربراہ مقرر کر کے، کرپشن کو کنٹرول کر کے 1.3 trillion حاصل کیے جا سکتے ہیں جبکہ اگر آپ ادھر بڑھاتے ہیں تو اس سے کئی مسائل کھڑے ہوتے ہیں۔ اس سے آپ کا revenue تو بڑھ جائے گا لیکن دوسری طرف آپ کو بھی problems ہو جائیں گے۔ آپ کا circular debt اس طرح سے بڑھتا ہے کہ آپ کی 70% بجلی جو پیدا ہوتی ہے وہ تھرمل پاور ہے، وہ furnace oil اور دوسری چیزوں سے ہوتی ہے۔ ان کا link پھر POL prices سے ہے۔ آپ جو تیرہ روپے فی یونٹ بجلی پیدا کر رہے ہیں اور دس روپے بیچ رہے ہیں اور اس طرح تین روپے کی آپ عوام کو subsidy دے رہے ہیں جس سے circular debt پیدا ہو رہا ہے اور اس طرح circular debt بھی بڑھے گا۔ اس طرح آپ کی budgetary position بھی بہتر نہیں ہو سکے گی بلکہ خراب ہو جائے گی اور آپ کو development programmes کو cut off کرنا پڑے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کے بہت سارے construction contracts میں escalation clauses ہوتی ہیں، جب POL بڑھتا ہے تو لامحالہ construction کے material and transportation پر direct effect ہوتا ہے۔ ادھر آپ کی prices بڑھ جاتی ہیں، cost بڑھ جاتی ہے۔ Budget allocation اتنی نہیں ہوتی اور time extension ہوتی ہے جس سے project cost مزید بڑھتی ہے۔ اس طرح یہ ایک vicious circular کے طور پر ہوتا ہے اور بہت سارے projects پر escalation clause سرے سے ہوتی ہی نہیں ہے۔ اس طرح اس میں problems آتے ہیں۔ پھر litigation ہوتی ہے، عدالتی arbitration اور یہ سارے مسئلے ہوتے ہیں۔ ان تمام چیزوں پر قابو پانے کے لئے بہتر یہ ہے کہ عوام کا بھی خیال رکھا جائے۔ مہنگائی ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جو ہر آدمی کو affect کرتا ہے specially غریب عوام کو زیادہ affect کرتا ہے۔

میری گزارش ہے کہ جو آخری مہینے رہ گئے ہیں ان میں عوام کو اس بلا سے بچائیں اور مہنگائی زیادہ کرنے کا یہ فیصلہ واپس لے لیں جو یہ POL prices بڑھائی ہیں تاکہ عوام کو تھوڑا سا relief ملے۔

Mr. Chairman:Thank you Humayun Khan Sahib. Advisor for Petroleum and Natural Resources, would you respond for this?

آپ سارے issue کو respond کریں گے؟

Dr. Asim Hussain (Advisor for Petroleum and Natural Resources): Yes Sir. Thank you, Mr. Chairman.

میرے فاضل دوستوں نے جو باتیں کیں میں ان کو بڑے غور سے سن رہا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ بڑے mis-informed ہیں اور میں کسی کو protect نہیں کرنا چاہتا اور obviously the Parliament is supreme جو پارلیمنٹ کا فیصلہ ہے وہ ہمارا فیصلہ ہوگا اور ہونا بھی چاہیے لیکن کچھ facts جن کا شاید میرے دوستوں کو پتا نہیں ہے جن پر میں بہت ہی brief روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ پٹرولیم کا کنٹرول OGRA کے under ہے اور OGRA, Independent Regulator اسی لئے بنایا گیا تھا اور اس کا ministry سے کوئی تعلق نہیں ہے، it lies with the Cabinet Division and taxation lies with the Finance Division.

اس کے بعد بار بار یہ کہا گیا کہ transparent mechanism نہیں ہے۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن نے ہاؤس سے واک آؤٹ کیا)

ڈاکٹر عاصم حسین: جب ان کی باتیں سنی گئیں ہیں تو یہ بھی میرا خیال ہے سن لیں تو بہتر ہوگا۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! ایک منٹ، جہانگیر بدر صاحب نہیں ہیں؟ سردار صاحب! آپ ذرا اپوزیشن کو منا کے لائیں۔

ڈاکٹر عاصم حسین: دوسری بات یہ ہے کہ یہ کہا گیا کہ یہ transparent mechanism نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Dr.Sahib, OGRA is not under Petroleum Ministry but OGRA is not above everything and above the law, you know. OGRA is supposed to be responsible to this House, to both the houses. So, you should ensure about this. Somebody should come from the treasury benches and to explain to the House.

یہ جو سارا دن آپ بحث کرتے رہے ہیں۔

آگے----T16

T16-04SEP2012 FAZAL\Mubashir 1:00 UR7

جناب چیئرمین جاری ہے---- یہ جو سارا دن ہم بحث کرتے رہے ہیں اور ultimately آپ کا یہ جواب آ جائے کہ OGRA is not under the Government but OGRA is answerable to somebody at least.

ڈاکٹر عاصم حسین (مشیر برائے پٹرولیم وقدرتی وسائل): جناب چیئرمین! میں نے کہا کہ میں اس کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! point is this کہ یہ جواب جو ہے it irritates the Members that OGRA is not under the Ministry. So, جس کے ماتحت ہے OGRA وہ منسٹری، وہ ادارہ آکر پارلیمنٹ کو جواب دے۔ ورنہ ہاؤس کو آپ سے جواب لینے کی کوئی

ضرورت ہی نہیں تھی۔ اس پر Leader of the House and Leader of the Opposition دونوں examine کریں اور باقی Parliamentary Leaders بھی بیٹھیں کہ جو اس ادارے کا سربراہ ہے اور وہ جو اس ہاؤس کو جوابدہ ہے اس کو بلایا جائے۔ ہمیں تو آپ کو پھر بلانا نہیں چاہیے تھا اور آپ سے جواب بھی نہیں لینا چاہیے تھا۔ ابھی جو آپ کی contentions ہیں وہ آپ بتادیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: پھر تو یہ ہماری بحث pending رہے گی conclude نہیں ہو گی اس کا جب تک کہ OGRA کی طرف سے کوئی ذمہ دار نہیں آتا۔ جس طرح ہم دوسرے ممبران کی بات سنتے ہیں اس کی بھی بات سن لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! اس پر میں سمجھتا ہوں کہ let us have a meeting on this issue, اس پر Parliamentary Leaders بھی بیٹھیں، Leader of the Opposition اور Leader of the House بھی بیٹھیں۔ اس کو کیسے move کر دیا جائے۔ پارلیمنٹ میں کیسے یہ آ جائے لیکن یہ بنیادی بات ہے کہ جب یہ جواب آتا ہے کہ OGRA گورنمنٹ کے نیچے نہیں ہے یا گورنمنٹ کے منسٹری کے ماتحت نہیں ہے تو پھر کم از کم جس کے ماتحت ہے وہ آکر ہاؤس کو جواب دے۔ عوام تو یہ پوچھتی ہے اور عوام کے نمائندے یہ بات پوچھتے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں آپ سے agree کرتا ہوں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ OGRA میرے under نہیں ہے۔ آپ بھی چاہتے ہیں کہ Leader of the Opposition and Leader of the House بیٹھ کر فیصلہ کریں تو پھر ان کا جو جواب ہے وہ ہماری بحث کا کوئی conclusion نہیں ہے کیوں کہ یہ جواب بحیثیت ایک سینیٹر دے رہے ہیں لیکن یہ OGRA کی نمائندگی نہیں کر رہے ہیں۔ جناب! OGRA کی کوئی نمائندگی نہیں ہو رہی ہے اس لیے ہماری بحث pending رہے گی۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! آپ بات کریں۔

ڈاکٹر عاصم حسین: جناب چیئرمین صاحب! OGRA کا جو فارمولا ہے وہ ایک نہایت شفاف اور transparent فارمولا ہے اور میں اس contention سے agree نہیں کرتا کہ ان کا جو فارمولا ہے اس کے اندر fudging یا اس میں بے ایمانی ہے۔ جناب! ہم ان کے formulas کو سمجھتے ہیں اور ہمارا D.G. اس کو سمجھتا ہے تو ہم اس کی monitoring ضرور کرتے رہتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اس کی calculation بھی کرتے رہتے ہیں۔ میں اس کے اوپر بتادوں کہ یہ calculation brent کے اوپر نہیں کی جاتی، کوئی امریکن فارمولے پر نہیں کی جاتی، یہ Arab Light calculation یعنی یہ گلف ریجن کی Platts کے اوپر کی جاتی ہے اور اس کے اوپر تین factors لگتے ہیں۔ ایک ہوتا ہے inland freight margin اور یہ equalization پورے ملک کے اندر petrol prices کا ہوتا ہے، ایک وہ factor لگتا ہے۔ دوسرا OMCs کا margin لگتا ہے۔ یہ fixed ہے۔ یہ پٹرول پر 1.98 روپے ہے اور ہائی سپیڈ ڈیزل پر 1.76 روپے ہے۔ اس پر پھر ڈیلرز margin ہوتا ہے یہ بھی fixed ہے، پٹرول پر 2.37 روپے اور HSD پر 2.20 روپے ہے۔ اس کے بعد اس پر petroleum levy لگتی ہے جو کہ پٹرول پر دس روپے ہے اور اس کے بعد ڈیزل پر 8.00 روپے ہے۔ اس کے بعد اس کے اوپر GST لگتی ہے۔ اب میں اس کا آپ کو تھوڑا سا break-up دے دوں کہ اس مد کے اندر کیونکہ یہ taxation ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ کو پچھلے سال Petroleum Levy کے اندر 69

اس 323 billion rupees تھی وہ total income جو GST کے مد میں billion rupees ملے ہیں۔ 323 billion rupees کا break-up یہ ہے کہ Federal Government کو 129 billion گیا ہے اور Provinces کو 193.8 گیا ہے۔

جناب! Province-wise break-up یہ ہے کہ پنجاب کو 114 billion، سندھ کو 44 billion، KPK کو 12 billion، بلوچستان کو 21 billion اور AJK کو 1.9 billion دیے گئے ہیں۔

جناب! اگر اس tax کے beneficiaries میں سے کسی کا یہ کہنا ہے کہ صرف Federal Government ہے میرے خیال سے یہ غلط ہے۔ اس tax کا beneficiary Provinces بھی ہیں اور یہ پیسے Provinces کو بھی جاتے ہیں۔ جس کا میں ایک rough estimate آپ کو دے چکا ہوں کہ GST کا distribution کیا ہوتا ہے؟ اور یہ بھی بتاتا چلوں کہ 10-90 کا ratio نہیں ہے، ڈیزل کا سالانہ استعمال 7.5 million tons اور پٹرول کا سالانہ استعمال 3 million tons ہے۔ اس کے بعد یہ کہنا کہ کبھی price کم نہیں ہوئی، یہ بھی کہنا غلط ہے کیونکہ آج سے تین ہفتے پہلے دس روپے price کم ہوئی اور increase ہوئی تو یہ transparent manner سے price اوپر جاتی ہے اور calculate ہوتی ہے اور نیچے آتی ہے۔

جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ دنیا کے اندر prices صبح شام بھی بدلتی ہے۔ پہلے یہ مہینہ تھا پھر ہم نے دو ہفتے کیا، اس کے اندر hoarding تھی اور یہ پہلی بار ہم نے دیکھا کہ ہفتے کی جو ہم نے mechanism نکالی ہے اس کے اندر جو hoarding factor تھا حالانکہ it was a rising trend ہمیں کوئی problem نہیں ہوئی اور کوئی ایسی شکایت نہیں آئی کہ لوگوں نے hoarding کی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے جو weekly کیا ہے یہ ایک اچھی چیز ہے، within limit چلتی ہے، کئی دفعہ لوگوں کو فائدہ ہوگا اور کئی دفعہ نقصان بھی ہوگا۔ یہ ہم نے انڈسٹری کے مشورے سے کیا ہے۔

جناب! اس کے بعد کسی نے CNG کے بارے میں کہا کہ اس کے rate کیوں بڑھتے اور گھٹتے ہیں؟ CNG کا ایک فارمولا fixed ہے 60% of the fuel\oil price اور اس کو ہم maintain کرتے ہیں۔ ایک فاضل ممبر نے کہا کہ CNG چلنی چاہیے، جب گیس ہی نہیں ہوگی تو CNG کیا چلے گی۔ وہ ممبر خود کہتے ہیں کہ میں ایک rural background سے ہوں۔ اگر ہم fertilizers نہیں چلائیں گے، ہم اپنی انڈسٹریز نہیں چلائیں گے، CNG کا تو alternative ہے لیکن fertilizers کا اور انڈسٹریز کا کوئی alternative نہیں ہے۔ یہ ایک wrong policy تھی جو اس Government نے inherit کیں تھی اور جس پر ہم کام کر رہے ہیں اور جیسے کہ آپ کو پتا ہے کہ it takes some time to increase the gas production in the country. پھر ایک فاضل ممبر نے کہا کہ 1999 میں جب اپوزیشن کی حکومت تھی تو پٹرول کی قیمت سستی تھی۔ تو ان کو میں یہ بھی یاد دلا دوں کہ جب اس سے پہلے 1989 میں PPP کی حکومت تھی تو پٹرول اور ڈیزل اس سے بھی سستا تھا۔

اس کے بعد یہ کہنا کہ اس کے اندر Government اپنے taxes بڑھاتی ہیں اور taxes کو اوپر نیچے کرتی ہے اور پیسے کما رہی ہے، یہ میرے خیال سے بالکل غلط خیال ہے اور اس کے اندر ایسی کوئی hidden factors نہیں ہے۔ اس کو بہت ہی احتیاط سے اور ذمہ دارانہ طریقے سے حکومت اس کو maintain کرتی ہے اور monitoring mechanism ہے۔ اسے International prices سے کوئی compare کر رہا تھا crude سے لیکن ان کی

information کے لیے میں یہ بھی بتادوں کہ crude کی price doesn't reflect the actual oil price کیونکہ product جو ہے وہ ہمیشہ crude سے مہنگا ہوتا ہے اور 10 سے 12 dollar کا فرق ہوتا ہے۔ August 2012 کا average میں بتادوں کہ جب 112 کا crude تھا تو ڈیزل 129 dollar کا تھا اور پٹرول 125 dollar کا تھا۔ تو یہ چند چیزیں ایسی ہیں کہ lack of information, lack of knowledge give rise to a lot of queries اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان queries کو clear کریں۔ اگر ان کو پھر بھی کوئی شکایت ہے تو میں ان کے ساتھ بیٹھ کر personally one on one بھی ان کی جو queries ہیں ان کو دور کر سکتا ہوں۔ یہ کہنا کہ oil companies اور refineries بہت پیسے بنا رہی ہیں۔

(آگے ٹی 17 پر جاری ہے)

T17-04SEP2012 UR2 SAIFI TIME 0110

سینیٹر ڈاکٹر عاصم حسین:۔۔۔۔۔ جاری ہے۔۔۔۔ یہ کہنا کہ آئل کمپنیاں اور refineries بہت پیسے بنا رہی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں جو OMC کا margin ہے وہ دنیا میں سب سے کم ہے۔ جیسے میں نے آپ کو کہا کہ تقریباً ان کا average 2 روپے پڑتا ہے، 100 rupees average price which is less than 2%, internationally they are at 5% to 6% کئی OMCs because of the less margin than our regulatory mechanism. They are not happy and they want to increase the price or may be they leave the country تو یہ کہہ دینا کہ ان کو exponential profits دیے جا رہے ہیں یہ بھی غلط ہے۔

جہاں تک آپ refineries کی بات کرتے ہیں۔ ہم refineries کو پیسے نہیں دیتے، ہماری refineries are third rate refineries which have high sulphur content اور اس قسم کی refineries جیسی پاکستان میں چل رہی ہیں، ایسی refineries do not produce...

(مداخلت)

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! تشریف رکھیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! ہم یہ سننے کے لیے تیار نہیں ہیں، ہمیں بتایا جائے کہ اس کی قیمتیں کب کم ہوں گی، کیسے کم ہوں گی۔

(اس مرحلے پر اے این پی کے سینیٹر صاحبان نے واک آؤٹ کیا)

سینیٹر ڈاکٹر عاصم حسین: یہ چیزیں بتائی گئی ہیں اور جب ان کو اتنی information ہے تو میرے خیال میں ان کو suggestions دینی چاہیئیں اور they must come up with the suggestions themselves. جناب والا!

(مداخلت)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! ان کو صراط مستقیم پر لائیں، آپ نے بھی کہا ہے کہ اس پر debate سے کیا فائدہ، یہ عوام کے لیے solution دیں کہ یہ کرنا کیا چاہتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں سب کو پتا ہیں۔

Mr. Chairman: Let him conclude.

سینیٹر ڈاکٹر عاصم حسین: میں اس پر statement پہلے بھی دے چکا ہوں اور پھر بھی دے رہا ہوں اس میں دو چیزیں ہیں which are variable, one is the GST and one is the petroleum levy. باقی اس کے بعد total 100% subsidy پر آ جاتے ہیں۔ فیصلہ petroleum levy کا اسی ہاؤس نے پاس کیا تھا، جی ایس ٹی بھی اسی ہاؤس نے پاس کیا تھا، نیشنل اسمبلی میں ایک کمیٹی بھی بنی ہوئی ہے جس کو Finance Minister chair کر رہے ہیں، if they take a decision otherwise, on the contrary, it is their decision. ہم تو اس پر کہہ چکے ہیں کہ variable factor is the only fiscal space there is. Thank you.

Mr. Chairman: The motion has been talked out. The House stands adjourned to meet again on Wednesday, the 5th September, 2012 at 5.00 P.M.

[The House was then adjourned to meet again on Wednesday, the 5th September, 2012 at 5:00 A.M.]